غائبانہ

نمازِ جنازہ

کے عدمِ جواز پر ایک فکر انگیز تحریر

از

حافظ محمد یونس چکوالوی

رضا اکیڈمی (رجسٹرڈ) لاہور

غائبانہ نمازِ جنازہ

کے عدمِ جواز پر ایک فکر انگیز تحریر

از

حافظ محمد یونس چکوالوی

رضا اکیڈمی (رجسٹرڈ) لاہور

سلسلہ اشاعت ۱۹۱

کتاب .... غائبانہ نمازِ جنازہ
تصنیف .... حافظ محمد یونس چکوالوی
کمپوزنگ .... احمد سجاد آرٹ پریس لاہور 7357159
صفحات ۴۸
ناشر .... رضا اکیڈمی، لاہور
مطبع .... احمد سجاد آرٹ پریس لاہور 7357159
ہدیہ .... دعائے خیر بحق معاونین
رضا اکیڈمی، لاہور

بذریعہ ڈاک طلب کرنے والے حضرات ۱۰ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیجیں

عطیات بھیجنے کے لئے

رضا اکیڈمی کے اکاؤنٹ نمبر ۳۸/ ۹۳۸، حبیب بنک وسن پورہ برانچ لاہور

رابطہ

رضا اکیڈمی (رجسٹرڈ) لاہور، پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین فقہ حنفی قرآن وحدیث کا نچوڑ ہے جو مسائل کتاب وسنت میں صراحۃ مذکور نہیں امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بذریعہ اجتہاد ان کا استنباط قرآن وحدیث سے کیا' پھر صدیاں گزر گئیں۔ آئمہ مجتہدین اور محققین ان فقہی مسائل پر غور وفکر کرتے رہے اور کتاب وسنت سے انہیں تقویت پہنچاتے رہے' اب اگر ہر شخص مجتہد بن جائے تو ایسی پراگندہ فکری پھیلے گی جس کا سدباب نہیں ہو سکے گا۔

منہاج القرآن کے مفتی مولانا عبدالقیوم خان ہزاروی نے ماہنامہ منہاج القرآن کے شمارہ اگست 2000ء میں ایک فتوی لکھا کہ غائبانہ نماز جنازہ جائز ہے' یہ فتوی واضح طور پر فقہ حنفی کے خلاف ہے۔ وہ عموماً اس قسم کے شوشے چھوڑتے رہتے ہیں' اس دفعہ ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے اپنی تمام تر آزاد روی کے باوجود ماہنامہ منہاج القران کے شمارہ جنوری 2001ء میں مفتی صاحب کے اس فتوے کی تردید کی' جو اس رسالے کے آخر میں شائع کی جا رہی ہے۔

جہلم کے جلیل القدر عالم اور نامور مدرس حضرت مولانا حافظ محمد یونس چشتی مدظلہ العالی نے بھی ان کی تردید میں ایک رسالہ' غائبانہ نماز جنازہ لکھا' جسے افادہ عوام کے لیے رضا اکیڈمی کی طرف سے شائع کیا جارہا ہے' اس موضوع پر امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز کے رسالہ مبارکہ ''الھادی الحاجب'' کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مقالے کی ابتدا میں صاحب مقالہ کا مختصر تعارف شامل کر دیا جائے' تا کہ قارئین ان کے علمی مقام کو پیش نظر رکھ کر مقالہ

کا مطالعہ فرمائیں۔

فاضل جلیل استاد العلماء مولانا حافظ محمد یونس چشتی مدظلہ العالی

مولانا حافظ محمد یونس ولد ولی داد خان، قوم اعوان گاؤں لوہارا، متصل بشارت ضلع جہلم میں ۱۹۲۰ء میں پیدا ہوئے۔ گورنمنٹ ہائی سکول بشارت میں پرائمری تک تعلیم حاصل کی۔ چونکہ اس علاقہ کے اکثر لوگ فوج میں بھرتی ہوتے ہیں، اس لیے معززین نے آپ کے والد ماجد کو مشورہ دیا کہ لڑکا ذہین ہے اسے انگریزی کی تعلیم دیں، پڑھ لکھ کر فوج میں بڑا افسر بن جائے انہوں نے فرمایا میری خواہش یہ ہے کہ یہ بجائے فوج کے دین کا بڑا افسر بن جائے۔

وہ کیسی بابرکت ساعت ہو گی؟ کہ ان کی زبان سے نکلی ہوئی بات حرف بحرف پوری ہوئی اور مولانا محمد یونس چشتی علماء اور افاضل کے استاد بنے۔

آپ کو موضع لوہارا سے تقریباً تین کلو میٹر جنوب مغرب میں واقع موضع سلوئی کی قرآنی درسگاہ میں داخل کرادیا گیا، ان کی خوش قسمتی یہ تھی کہ انہیں مولانا حافظ غلام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ سلوئی والے ایسے استاد ملے جو حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرید باصفا اور پیکر علم و عمل اور صاحب تقویٰ تھے۔ مولانا حافظ محمد یونس چشتی نے پونے دو سال میں قرآن کریم یاد کرلیا اور فارغ ہونے کے بعد پہلے سال ہی تراویح میں سنا دیا۔ استاد کریم نے اس عرصہ میں صرف قرآن پاک ہی نہیں پڑھایا بلکہ فارسی اور صرف و نحو کی ابتدائی کتابیں بھی پڑھا دیں۔

۱۹۴۰ء میں حافظ محمد یونس چشتی موضع انھی کے قریب واقع قصبہ چھنی گہنہ میں اپنے چند حافظ ساتھیوں کے ساتھ مولانا رشید احمد صاحب کے پاس درس نظامی پڑھنے کے لیے چلے گئے، یہ مولانا رشید احمد انھی کے مولانا غلام

رسول صاحب کے نامور تلامذہ میں شمار ہوتے تھے اور بڑے ذہین وفطین تھے
حافظ محمد یونس چشتی صاحب نے اس جگہ فقہ میں قدوری سے شرح وقایہ تک' نحو
میں کافیہ سے عبدالغفور تک' اصول فقہ میں اصول الشاشی سے حسامی تک اور فن
بلاغت میں مختصر المعانی اور مطول پڑھیں۔ اس کے بعد کچھ عرصہ بھلکھی شریف'
کچھ مدت للیانی ضلع سرگودھا مولانا اولیاء رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس پڑھتے رہے
کچھ عرصہ للہ شریف ضلع جہلم مولانا رشید احمد صاحب سے پڑھتے رہے جو چھنی
گہنہ سے منتقل ہو کر دربار والی جامع مسجد للہ شریف آگئے تھے' کچھ عرصہ وعولہ'
ضلع چکوال مدرسہ اسلامیہ میں پڑھتے رہے' ۱۹۴۴ء میں پاک وہند کے مرکزی
مدرسہ حزب الاحناف' اندرون دلی دروازہ لاہور پہنچے جہاں مشہور منطقی استاد
مولانا محمد دین بدھوی سے حمد اللہ' قاضی مبارک' میرزاہد رسالہ قطبیہ وغیرہ منطق
کی آخری کتابیں پڑھیں' ۱۹۴۵ء میں حضرت ملک المدرسین مولانا علامہ عطا محمد
چشتی گولڑوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس جامعہ محمدیہ غوثیہ' بھیرہ شریف ضلع سرگودھا
حاضر ہوئے اور ان سے شرح عقائد' خیالی' صدرا' شمس بازغہ' بیضاوی شریف'
رشیدیہ' شرح نخبۃ الفکر' مقامات حریری' مسلم الثبوت وغیرہ کتب پڑھیں۔

مولانا علامہ محمد یونس چشتی مدظلہ فرماتے ہیں:-

''علامہ بندیالوی بڑے محنتی اور بے مثل استاد تھے' ان کے پڑھانے کا طریقہ عجیب تھا' جتنا پڑھاتے اسی وقت تعلم سے سنتے تھے یہ فقیر ان سے صرف ایک سال ہی اکتساب علم کر سکا۔''

پھر حاصلانوالہ ضلع گجرات مولانا علامہ سلطان احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے
پاس حاضر ہوئے' اگرچہ ان کے پاس تعلیمی سال کے درمیان حاضر ہوئے تھے
تاہم انہوں نے ازراہ شفقت داخلہ دے دیا۔ علامہ محمد یونس چشتی صاحب ان

کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"یہ استاد بہت ہی زیرک تھے' کتب کا مطالعہ نہیں کرتے تھے بلکہ ان کو کتب یاد تھیں' یہ استاد حضرت مولانا بندیالوی کے استاد بھائی تھے' یعنی ہر دو نابغہ روزگار اساتذہ کے استاد حضرت مولانا مہر محمد رحمہ اللہ تعالیٰ صدر' مدرس مدرسہ فتحیہ اچھرہ تھے۔"

ان کے پاس مولانا علامہ محمد یونس چشتی صاحب نے جلالین' ہدایہ اخیرین' سراجی' حماسہ اور متنبّی وغیرہ کتب پڑھیں' استاد گرامی نے ان کتب کے علاوہ قانونچہ طب بھی پڑھا دیا۔

پھر اپنے استاد مولانا رشید احمد صاحب کے مشورے پر دورہ حدیث شریف کے لیے مدرسہ امینیہ' دہلی گئے اور حدیث شریف پڑھنے کے بعد ۱۱ شعبان ۱۳۶۶ھ/ ۱۹۴۷ء کو سند فراغت حاصل کی' فارغ ہونے کے چالیس دن بعد پاکستان معرض وجود میں آیا۔

مولانا علامہ محمد یونس چشتی مدظلہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے فرزند ارجمند حضرت خواجہ غلام محی الدین گولڑوی (بابو جی) رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرید ہیں۔

حضرت علامہ مولانا محمد یونس چشتی مدظلہ کی عمر شریف اس وقت اسی (۸۰) سال کے قریب ہے' کچھ عرصہ قبل ان کا کڑیل جوان بیٹا عبداللہ خان شہید کر دیا گیا تھا' اس کے باوجود ان کے اعصاب اور حواس بحمداللہ مضبوط اور قوی ہیں' گھنٹوں درس و تدریس اور گفتگو کے باوجود تھکن کا شائبہ نظر نہیں آتا' حافظہ بھی قابل رشک ہے' اللہ تعالیٰ انہیں تادیر سلامت باکرامت رکھے۔

تحصیل علم کے بعد مختلف مقامات پر فرائض تدریس انجام دیتے رہے'

مثلاً ڈوگہ ضلع گجرات، جامعہ شاہ ولایت ادھووال، طالبات کے مدرسہ میں، ڈھانگری شریف، دسوندی پورہ گجرات، مراڑیاں شریف، سرائے عالمگیر، لالہ موسیٰ اور چک سواری وغیرہ اب بھی متعدد مقامات میں پڑھا رہے ہیں۔ دو دن کسی جگہ دو دن کسی جگہ یہ نتیجہ ہے اس بات کا کہ اہل سنت و جماعت ارباب کمال خصوصاً مدرسین کی قدر و منزلت ان کی زندگی میں نہیں پہچانتے، ورنہ ایسا معتبر مدرس کسی مرکزی مدرسہ میں بیٹھ کر پڑھائے تو اس کا کہیں زیادہ فائدہ ہو سکتا ہے۔

آپ کے شاگردوں کی فہرست طویل ہے، چند معروف تلامذہ کے نام درج ذیل ہیں۔

1- صاحبزادہ پیر محمد عتیق الرحمن فیض پوری، سجادہ نشین ڈھانگری شریف صدر جمعیت علمائے آزاد کشمیر۔

2- صاحبزادہ پیر سعید احمد شاہ گجراتی، سابق ممبر اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان

3- مولانا علامہ پیر محمد افضل قادری گجرات، امیر عالمی تنظیم اہل سنت

4- مولانا علامہ مفتی حبیب اللہ نعیمی، خطیب مرکزی جامع مسجد اہل سنت جی ٹی روڈ سرائے عالمگیر

5- مولانا علامہ محمد نصرت اللہ مجددی ناظم اعلیٰ جامعہ امینیہ نقشبندیہ گوجرانوالہ

6- مولانا صاحبزادہ شہزادہ مصطفیٰ الحسینی فرزند حضرت شیخ الحدیث پیر احمد شاہ گجراتی (رحمہ اللہ تعالیٰ)

7- مولانا علامہ محمد عظیم قادری، سابق مدرس مراڑیاں شریف، حال مقیم امریکہ

8- مولانا علامہ صاحبزادہ محمد معروف سبحانی، برادر خورد پیر محمد افضل قادری

9- مولانا علامہ ارشاد حسین جلالی، مدرس جامعہ غوثیہ رضویہ مظہر اسلام لاہور

10- صاحبزادہ عبدالصمد عابد سجادہ نشین حاصلانوالہ منڈی بہاءالدین

11- مولانا قاضی محمد عبدالقیوم خطیب وزیرآباد

12- پیرزادہ سید امداد حسین شاہ بخاری گکھڑ گوجرانوالہ

13- مولانا حافظ محمد عبدالغفور قادری مظہری، ناظم اعلیٰ جامعہ غوثیہ مظہر الاسلام، فتح پور گجرات

14- مولانا حافظ محمد اصغر القادری، خوشنویس گجرات، حال مقیم لاہور۔

15- قاری علی اکبر صاحب، انگلینڈ (خطیب اور قاری)

حضرت علامہ نے مشاغل تدریس کے باوجود کتابیں بھی لکھی ہیں جو لائق مطالعہ ہیں۔

۱- سیف الاعوان علی راس اہل العدوان ومن خالف مذہب النعمان اس کا ایک حصہ چھپ کر اہل علم سے داد تحسین پا چکا ہے دوسرا حصہ غیر مطبوعہ ہے۔ مولانا علامہ سلطان احمد رحمہ اللہ تعالیٰ حاصلانوالہ نے یہ کتاب دیکھ کر فرمایا:

اس کتاب کو کوئی رد نہیں کر سکے گا۔ اور اگر کوئی بزعم خویش اُس کا رد کرے گا تو وہ رد نہیں ہوگا بلکہ اپنا وقت ضائع کرے گا۔

۲- سیف الاعوان فی تحقیق القتل ودیت النسوان: قتل کی تحقیق اور عورتوں کی دیت پر تحقیق (کہ عورت کی دیت آدھی ہے)

۳- السیف المسلول علی راس من غیر سنۃ الرسول ایک مشت داڑھی کے وجوب پر فاضلانہ تحریر

اس کے علاوہ متعدد مقالات غیر مطبوعہ ہیں۔

۱- مسئلہ بیعت

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہ ہونے کے موضوع پر

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گستاخ کی توبہ کے عنوان پر

۴۔ تین طلاقوں کا حکم [1]

۲۳ جنوری ۲۰۰۰ء کو فقیر حضرت صاحبزادہ عتیق الرحمن فیض پوری مدظلہ کی دعوت پر مولانا مفتی محمد خان قادری اور مولانا محمد عباس رضوی کے ہمراہ میر پور حاضر ہوا جہاں گستاخ رسول یسر کے بارے میں مشاورت مقصود تھی؛ اس موقع پر حضرت مولانا محمد یونس چشتی مدظلہ سے پہلی بار ملاقات ہوئی، دوسری بار مولانا قاری غلام حسن صاحب خطیب جامع مسجد رنگ اندرون بھاٹی دروازہ لاہور کی عنایت سے ان کی مسجد میں ملاقات ہوئی، انہیں بلند اخلاق کا حامل اور نمود و نمائش سے کوسوں دور پایا محبت و شفقت کا پیکر ہیں؛ مولائے کریم ان کا سایہ سلامت رکھے

۱۸ ربیع الاول ۱۴۲۲ھ

۱۱ جون ۲۰۰۱ء محمد عبدالحکیم شرف قادری

---

[1] حضرت علامہ کی تصانیف اور شاہ پور سے نام فتح پور ضلع گجرات سے مولانا عبدالغفور قادری نے فراہم کی ہیں ان کے علاوہ بقیہ کتابات خود حضرت مولانا محمد یونس چشتی مدظلہ نے فراہم کیے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفٰی وسلام، علٰے عبادہ الذین اصطفٰی ۔ امابعد۔ رسالہ ہذا میں یہ فقیر حافظ محمد یونس چکوالوی صرف (۲) مسئلہ پر بحث کرے گا۔ نمبر ا کہ کیا عندالاحناف نماز جنازہ کا تکرار اور بار بار پڑھنا۔ کیا یہ مشروع ہے۔ یا نہ نمبر ۲ کہ کیا میت غائب پر نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے۔ یا نہ۔ ان ہر دو مسائل پر بحث کا باعث یہ امر ہوا۔ کہ رسالہ منہاج القرآن میں جناب مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی نے ان ہر دو مسئلہ کے متعلق جو رائے ظاہر کی وہ فقہ حنفی (جس کا ماخذ کتاب وسنت ہے) کے صراحتہ خلاف تھی ۔ کیونکہ فقہ حنفی میں تصریح کی گئی ہے۔ کہ اگر نماز جنازہ کسی ایسے شخص نے پڑھادی۔ کہ جس کا حق ۔ جنازہ پڑھانے میں اقدم اور مقدم ہے مثلاً۔ سلطان یا بادشاہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ تو اب ولی میت کو اعادہ جنازہ کا حق نہ رہے گا۔ کیونکہ سلطان اگر قاضی ہو۔ تو اس کا حق نماز جنازہ پڑھانے میں سب سے مقدم ہے۔ جناب مفتی صاحب اس صورت سے متعلق بھی یوں لب کشائی کرتے ہیں۔ کہ دوبارہ ۔ سہ بارہ۔ تکرار جنازہ۔ یہاں بھی جائز ہے۔ اور کوئی حرج نہیں ہے۔ آپ نے بڑے اطمینان کے ساتھ۔ رسالہ منہاج القرآن کے صفحہ ۲۲ میں یوں تحریر کیا۔ قولہ نماز جنازہ فرض کفایہ ہے۔ چند کے پڑھنے سے دوسرے مسلمان سبکدوش ہو جاتے ہیں۔ دوبارہ پڑھنا فرض نہیں نہ پڑھنے والے گنہگار نہیں۔ مگر پڑھنا چاہیں۔ تو قرآن وسنت کی رو سے بالکل جائز ہے۔ اس کے ناجائز ہونے کی کوئی شرعی دلیل نہیں ۹۱۔ یونہی فقہاء احناف نے تصریح کی ہے۔ کہ میت غائب پر نماز جنازہ مشروع اور جائز نہیں ہے۔ اور حدیث سے جو ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجاشی جو حبشہ کا بادشاہ

تھا۔اس کی نماز غائبانہ پڑھی۔فقہاء نے اس کا جواب دیا۔کہ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصوصیات سے تھا۔خصوصیات عام قواعد وقوانین سے مخصوص اور مستثنیٰ ہوتے ہیں۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی واضح حدیث ہے کہ "الجنازہ اذا حضرت[1]" کہ جنازہ جب حاضر ہو جائے تو اس کو فوراً پڑھو۔حضور نے یہ نہیں فرمایا۔کہ "الجنازہ اذا غابت" کہ جنازہ جب تمہاری بستی اور نگری سے کہیں دور غائب ہو۔تو تم جنازہ پڑھنے لگ جاؤ۔یہی وجہ ہے۔کہ نماز جنازہ کی نیت میں یہ لازم ہے۔کہ نمازی یہ نیت کرے۔کہ دعا واسطے اس حاضر میت کے پس اس مسئلہ کے متعلق بھی جناب مفتی صاحب نے فرمایا۔کہ میت غائب پر بھی نماز جنازہ مشروع ہے۔پس چونکہ یہ ہر۲ دو مسئلہ ایسے تھے۔جو فقہ حنفی میں مسلم ہیں۔مگر مفتی صاحب نے اپنے اجتہاد ناقص سے ان ہر دو کے خلاف اپنی رائے پیش کی۔پس میں محض اظہار حق کے ہے۔ان ہر دو مسئلہ پر سیر حاصل بحث کروں گا۔جس سے فقہ حنفی کی صداقت اور جناب مفتی صاحب کے دعووں کی رکاکت واضح ہو جائے گی پس میں اولاً تکرار صلوٰۃ جنازہ کے غیر مشروع ہونے پر بحث کروں گا۔اور اس کے ضمن میں مخالف کا رد ہو جائے گا۔اور نمبر۲ نماز میت غائب پر غیر مشروع اور ناجائز ہونے کی بحث ذکر کروں گا۔"وھاانا اشرع متو کلاً علے اللہ العزیز العلیم"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نماز جنازہ کا تکرار غیر مشروع ہے۔البتہ بعض صورتوں میں ولی یا سلطان اعادۂ جنازہ کرا سکتے ہیں۔اور یہ اعادہ ان دونوں کے حق میں مشروع ہے۔اس کی تفصیل آئندہ انشاء اللہ آ رہی ہے۔فافہم ہدایہ شریف کے باب الجنائز میں میت پر نماز پڑھنے والوں

---

[1] اسی طرح ایک حدیث میں ہے وبشھد جنازتہ کہ جنازے پہ حاضر ہو نہ کہ غائب پہ پڑھتے رہو۔

کی ترتیب صاحب ہدایہ نے یوں ذکر کی ہے۔ ہدایہ ج اول صفحہ ۱۸۰ '' واولی الناس بالصلوة علے المیت السلطان ان حضر لان فی التقدم علیه اذدراءبه فان لم یحضر فالقاضی لانه صاحب ولایت فان لم یحضر فیستحب تقدیم امام الحی لانه رضیه ،فی حال حیاته '' (ترجمہ) میت پر سب سے اولی اور اقدم نماز جنازہ پڑھانے میں سلطان ہے۔ اگر وہ جنازہ پر حاضر ہو۔ کیونکہ اس کی موجودگی میں کسی غیر کا نماز جنازہ پڑھانا۔ اس میں بادشاہ کی یا سلطان کی تحقیر اور توہین ہے۔ حالانکہ سلطان کی تعظیم واجب ہے۔ پس اگر سلطان حاضر نہ ہو تو نمبر ۲ پہ نماز جنازہ پڑھانے کی ولایت قاضی صاحب کو ہے۔ کیونکہ قاضی صاحب ولایت ہے۔ پس اگر قاضی بھی حاضر نہ ہو۔ تو امام محلہ کی تقدیم مستحب ہے۔ کیونکہ میت حالت حیات میں اس کی امامت پر رضامند تھا۔ تو اب اس حالت ممات میں اس کی تقدیم اور امامت درجہ استحباب میں ہوگی۔ امام کے بعد۔ میت کا ولی۔ اور بقیہ اولیاء میت اس ترتیب کے ساتھ نماز جنازہ پڑھانے کی ولایت رکھتے ہیں۔ جس ترتیب میں ان کو نکاح پڑھا دینے کی اجازت ہے۔ اور باب النکاح میں اولیاء جو نکاح پڑھانے کے مجاز ہیں۔ ان کی تفصیل فقہ میں مذکور ہے۔ پس نماز جنازہ میں ولی کا حق اقدم نہیں ہے۔ بحر الرائق وغیرہ کتب میں یہ مصرح ہے۔ کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے جنازہ پہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ حاضر تھے۔ تو آپ نے حاکم مدینہ ۔ جناب سعید بن العاص سے نماز پڑھانے کے متعلق فرمایا۔ تو حاکم مدینہ نے از راہ ادب واحترام پس وپیش کی۔ تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ حاکم کا جنازہ پڑھانا سنت ہے۔ اگر یہ طریقہ مسنون نہ ہوتا تو '' ماقدمتک '' میں آپ کو مقدم

نہ کرتا۔ پس یہ طریقہ مسنون ہے۔ کہ اگر حاکم موجود ہو تو وہی نماز جنازہ پڑھائے۔

ہمارے ہاں نظام شریعت معدوم ہے۔ اور اولیاء میت بھی اکثر جاہل اور عنادی ہوتے ہیں اگر کوئی ولی میت جنازہ پڑھا سکتا ہو۔ تو وہ جنازہ پڑھانے خود ہی مقدم ہو جاتا ہے۔ اور طریقہ سنت پر عامل نہیں ہوتا۔ پس اکثر حاکم وقت کا اعزاز تقدم مجروح ہو جاتا ہے۔ اور حاکم وقت بھی جنازہ پڑھانے سے کتراتے ہیں۔ وہ اس تقدم کو اپنے لئے کوئی اعزاز تصور نہیں کرتے۔ صاحب ہدایہ فرماتے ہیں۔ "فان صلے غیر الولی والسلطان اعاد الولی" "ان شاء لماذکرنا ان الحق للاولیاء" اگر غیر ولی اور غیر سلطان نے نماز جنازہ پڑھا دی۔ تو ولی کو اعادہ جنازہ کا حق ہے۔ مگر یہ اعادہ لازم نہیں ہے۔ بلکہ ولی کی مرضی پر منحصر ہے۔ فتاوی عالمگیری میں آتا ہے۔ "ولا یعید الولی ان صلے الامام الاعظم او السلطان او الوالی. او القاضی او امام المحلۃ لان ہولاء اولیٰ منه" کذافی الخلاصة" اگر امام اعظم یا سلطان یا والی یا قاضی یا امام محلہ نے نماز جنازہ پڑھا دی تو اب ولی نماز جنازہ کا اعادہ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ یہ لوگ ولی سے اولی اور اقدم ہیں۔ ہاں ان کے علاوہ کسی نے نماز پڑھائی۔ تو ولی کو حق اعادہ ہے۔ خلاصۃ المرام میں یہ ہے۔ کہ ولی یا جو حضرات ولی سے احق بالتقدم ہیں۔ ان کے نماز جنازہ پڑھنے سے "لم یجز لاحد ان یصلی بعدہ لان الفرض یتادی بالاول و التنفل بہا غیر مشروع" "ولذا رأینا الناس ترکوا عن آخرہم الصلوۃ علے قبر النبی صلے اللہ علیہ وسلم وھو الیوم کما وضع" (ہدایہ شریف) یعنی ولی یا جن لوگوں کا حق ولی سے بھی مقدم ہے۔ ان کے نماز پڑھنے کے بعد کسی ایک کے

لیے بھی جائز نہیں ہے۔ کہ وہ میت پر نماز جنازہ پڑھیں۔ کیونکہ تکرار جنازہ تو ممنوع اور غیر مشروع ہے۔ کیونکہ اول کے پڑھنے سے فرض ادا ہو گیا۔ اور نماز جنازہ میں نفلی جنازہ تو ممنوع اور غیر مشروع ہے۔ اور اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ تمام لوگوں نے ادنی سے لے کر اعلےٰ تک یا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آخری جنازہ کے بعد لوگوں نے اس عمل کو ترک کر دیا۔ اور لوگوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک پر اس عمل کو ترک کر دیا۔ حالانکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج کے دن بھی اسی حالت سے موصوف ہیں۔ جو حالت کہ پہلے دن قبر انور میں رکھے جانے کی تھی۔ صاحب ہدایہ کا مقصد یہ تھا۔ کہ تکرار جنازہ غیر مشروع ہے۔ اگر تکرار مشروع ہوتا تو لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور پر ہمیشہ نماز جنازہ پڑھتے رہتے۔ ترک نہ کرتے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر انور میں بغیر تغیر جسم کے موجود ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ ان اللہ حرم علے الارض ان تاکل اجساد الانبیاء (الحدیث) کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا۔ کہ وہ انبیاء کرام کے اجسام کو کھائے۔ صاحب ہدایہ کا استدلال یہ ہے۔ کہ نماز جنازہ کا تکرار غیر مشروع ہے۔ ورنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور پہ لوگ نماز جنازہ ترک نہ کرتے۔ اور فرمایا۔ ''ان دفن المیت ولم یصل علیہ صلی علے قبرہ قبل ان تفسخ ''اگر میت غسل دیے جانے کے بعد بغیر جنازہ پڑھے۔ دفن کیا گیا۔ تو اس کی قبر پہ قبل تفسخ جنازہ پڑھا جائے۔ یعنی اس صورت میں قبر پہ نماز جنازہ کے متعلق یہ حکم ہے۔ کہ اس میت کے پھٹنے اور متغیر ہونے سے قبل نماز جنازہ پڑھی جائے۔ بعض نے تین دن متعین کئے۔ کہ اس کا جسم پھٹ جاتا ہے اور متغیر اور بدبو

ناک ہو جاتا ہے۔ مگر صاحب ہدایہ اور باقی فقہاء احناف فرماتے ہیں۔ کہ اس تحدید کا اعتبار نہیں ہے۔ کیونکہ میت کے اختلاف احوال کی وجہ سے نیز اختلاف مکان اور اختلاف زمان کی وجہ سے جسم میت میں جلدی یا دیری کے ساتھ تفسخ اور تغیر کا وقوع ہو سکتا ہے۔ مثلاً موٹے جسم والا میت جلدی پھٹ جاتا ہے۔ بخلاف کمزور اور دبلے جسم والے میت کے کہ وہ دیر کے ساتھ متغیر ہوگا۔ نیز سردی اور گرمی بھی موثر ہوتی ہے۔ نیز مکان کا بھی اختلاف ہوتا ہے۔ بعض زمینیں ایسی ہیں۔ کہ وہ میت کو دیر سے کھاتی ہیں۔ اور بعض جلدی کھاتی ہیں۔ اور یہ بھی ممکن ہے۔ کہ بعض ایسی ارضیں ہوں۔ جو جسم میت کو بالکل ہی نہ کھاتی ہوں۔ پس تین ایام کی تحدید صحیح نہیں ہے۔ بلکہ مدار ظن غالب پر ہے۔ اگر ظن غالب یہ ہو۔ کہ تفسخ ہو گیا ہے۔ تو ایسے میت پر جس پر غسل دینے کے بعد نماز جنازہ نہیں پڑھی گئی اس پر نماز جنازہ نہ پڑھی جائے اور اگر ظن غالب یہ ہو کہ عدم تفسخ ہے اور میت کے جسم میں تغیر کوئی نہیں ہوا تو نماز جنازہ قبر پر پڑھی جائے۔ اور پھر قابل غور یہ بات ہے۔ کہ جناب مفتی صاحب اس جنازہ کو جو قبر پہ پڑھا جاتا ہے۔ اور شرعاً اس کی قبل تفسخ اجازت بھی ہے آپ اس جنازہ کو بھی جنازہ علی الغائب تصور کرتے ہیں۔ اور اس سے بھی مفتی صاحب نماز جنازہ علے الغائب کے جواز پہ استدلال پکڑتے ہیں۔ جناب سید امیر علی رحمہ اللہ نے عین الهدایہ میں تصریح فرمائی کہ قبر جو نماز جنازہ پڑھا جاتا ہے۔ یہ جنازہ علے الغائب کی صورت نہیں ہے۔ کیونکہ قبر میں مردہ ہے۔ اور قبر میت جب سامنے ہو تو جنازہ غائب نہیں ہوگا۔ جیسے کہ مردہ کفن میں مستور رہتا ہے۔ اور کفن میں مستور ہونے کے باعث وہ وجہ غیوبت حاصل نہیں کرتا۔ کی تشبیہ سے قبر پر نماز جنازہ پڑھنے کی صورت و نماز جنازہ

علے الغائب تصور نہیں کیا۔ میں محمد یونس چھوالوی کہتا ہوں۔ کہ یہاں مردہ کے کفن میں مستور ہونے پر یہ سوال ہو سکتا ہے۔ کہ کفن تابع میت کے ہے۔ لہذا یہاں مردہ غائب نہیں ہے۔ حاضر ہے۔ اور اگر یہ صورت بنائی جائے کہ میت کو کفن دینے کے بعد اس پر کمبل یا رضائی ڈال کر بالکل پوشیدہ کر دیا جائے۔ تو اب یہ صورت بھی عند المفتی۔ ایسی ہونی چاہیئے۔ کہ جناب مفتی صاحب برملا کہیں کہ جناب یہ بھی جنازہ علے الغائب کی صورت ہے۔ بریں عقل و ہمت بہ باید گریست قبر رو برو ہو تو اس صورت میں شرعاً اجازت نہیں ہے۔ کہ نمازی نفل یا فرض یا نماز تہجد اس کی طرف رخ کر کے پڑھے۔ اگر یہ قبر مردہ کے غائب ہونے پر دال ہوتی تو نمازی کی نماز بالکل بغیر کراہت کے جائز ہونی چاہیئے۔ اور ہم قبرستان میں جا کر اہل قبور کو بصیغہ خطاب یوں کہتے ہیں کہ السلام علیکم یا اہل القبور۔ کہ اہل قبور تم پر سلام ہو۔ (ترمذی شریف اور عام کتب احادیث میں یونہی وارد ہے) پس قبر پر نماز جنازہ پڑھنا یہ نماز علے الغائب نہیں ہے۔ بلکہ یہ نماز نماز جنازہ علے الغائب کا مقابل ہے۔ اور اس کی ضد ہے۔ جناب مفتی صاحب ایک تیر سے کئی شکار حاصل کرنے کے عادی ہیں۔ قبر پر جو نماز پڑھی جاتی ہے۔ اس کو وہ نماز جنازہ علے الغائب پر محمول کرتے ہیں اور بعض دفعہ یہ صورت تکرار کی بھی ہو جاتی ہے پس نماز جنازہ علی القبر ان کے نزدیک بالذات نماز جنازہ علی الغائب ہے۔ اور اگر اول کسی غیر اقدم اور غیر مقدم نے نماز جنازہ پڑھا ہو۔ تو ولی کو مجاز ہے۔ کہ وہ قبر پر قبل تفسخ اعادہ جنازہ کر سکتا ہے۔ جناب مفتی صاحب نے رسالہ منہاج القرآن نماز جنازہ علے الغائب کا عنوان باندھا (صفحہ ۱٦ رسالہ منہاج القرآن) اس کے تحت فرماتے ہیں کہ حضرت سہل بن حنیف پر نماز

جنازہ پڑھی گی۔ کچھ لوگ بعد میں حاضر ہوئے تو "امــر عــلــی قــرظــة الانــصــاری" الخ تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے قرظۃ الانصاری کو حکم دیا۔ کہ ان لوگوں کی امامت کرائیں۔اور نماز جنازہ ادا کریں۔ یہ اب ان کے دفن ہونے کے بعد ہوا اس تحریر سے جناب مفتی صاحب کا مقصد یہ ہے۔ کہ جب نماز جنازہ قبر پر پڑھا گیا۔تو یہ جنازہ' جنازہ علے الغائب کے زمرے میں داخل ہوا۔اور ہم اوپر ذکر کر کے آئے ہیں۔ کہ یہ جنازہ علے الغائب نہیں ہے۔اور یہ کہا جائے۔ کہ اس سے تکرار صلوۃ جنازہ تو ثابت ہوتا ہے۔تو میں کہتا ہوں۔ کہ جب کوئی مسئلہ مسلمات میں نہ ہو۔تو اس کا تذکرہ بلا سند حجت نہیں ہوسکتا ہے۔ "لو لاالاسناد لقال من شاء مــاشــاء"۔ پس قول مفتی ہم پر حجت نہیں ہوسکتا۔ پس قبر پر نماز جنازہ کو جناب مفتی صاحب نماز غائب تصور کرتے ہیں۔ چنانچہ صفحہ ۱۷ میں ایک عنوان باندھا " نماز غائبانہ کے مانعین کی بڑی دلیل' ثم استدل علے عدم مشروعیة التنفل بترک الناس عن آخرهم الصلوٰة علے قبر النبی صلے اللہ علیه وسلم " (اقول) یہ ایک انوکھی منطق جناب مفتی صاحب کو سوجھی ہے۔ کہ جو دلیل عدم تکرار نماز جنازہ کی ذکر کی جارہی ہے۔اس کے حق میں جناب مفتی صاحب کا یہ خیال ہے۔ کہ یہ مانعین صلوۃ علے الغائب کی بڑی دلیل ہے۔ مفتی صاحب آپ ذرا غور سے صاحب ہدایہ کا استدلال پڑھیں۔ صاحب ہدایہ تو عدم تکرار صلوۃ جنازہ پر استدلال قائم کررہے ہیں۔ امتناع صلوۃ جنازہ علے الغائب کی وہ دلیل قائم نہیں کر رہے پس مفتی صاحب نے صاحب ہدایہ کے استدلال کو غلط عنوان دے رکھا ہے۔نماز جنازہ کے تکرار کی عدم مشروعیت یہ ایک علیحدہ دعوی ہے۔اور امتناع

نماز جنازہ علے الغائب یہ ایک علیحدہ دعوی ہے۔اور ہر دو کے عنوان علیحدہ علیحدہ ہیں۔آپ ذراغور کریں۔تو واضح ہو جائے گا۔کہ صاحب ہدایہ نے (جس کی صاحب فتح القدیر نے بھی تصدیق کی ہے) آپ نے تکرار جنازہ کی عدم مشروعیت اور عدم جواز پر مذکورہ بالا استدلال پیش کیا۔کہ اگر تکرار نماز جنازہ مشروع ہوتا۔تو لوگ آخری نماز جنازہ کے بعد جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دفن کیا گیا۔نماز جنازہ کا عمل قبر انور پر ترک نہ کرتے۔کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو قبر انور میں صحیح وسالم۔بغیر کسی تغیر جسمی کے موجود ہیں۔اور پھر صاحب فتح القدیر نے جناب مفتی صاحب کے عقیدہ کے خلاف تصریح فرمائی۔کہ صاحب ہدایہ کا استدلال عدم مشروعیت تکرار جنازہ پر بالکل صحیح اور درست ہے۔آپ نے فرمایا۔کہ اس کا اعتبار کرنا واجب ہے۔اور ہم نے ہدایہ سے صاحب ہدایہ کا قول اور آپ کا موقف بصورت شرح قبل اس کے ذکر کر دیا ہے۔اور جناب ابن الھمام یعنی صاحب فتح القدیر نے صاحب ہدایہ کے استدلال کو صحیح قرار دیا۔اور صاف لفظوں میں ذکر کیا۔فرمایا ''فھذا دلیل ظاہر فوجب اعتبارہ'' کہ تکرار جنازہ کی عدم مشروعیت کی دلیل جو صاحب ہدایہ نے ذکر کی یہ دلیل ظاہر ہے۔اور اس کا اعتبار کرنا اور اس کو صحیح تصور کرنا واجب ہے۔پس صاحب ہدایہ کا استدلال ثانیاً ہم یہاں بوجہ خوف طوالت کے اور بوجہ نہ ہونے احتیاج کے ذکر نہیں کرتے۔بلکہ یہ ذکر کرتے ہوئے خوشی اور فرط خوشی سے یہ اظہار کرنا پسند کرتے ہیں۔کہ صاحب ہدایہ کے استدلال کو جو انہوں نے عدم تکرار صلوۃ جنازہ پر قائم کیا ہے۔صاحب فتح القدیر اس کی تصویب کرتے ہیں۔جناب مفتی صاحب کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جنازے مبارکہ میں جو تکرار ہوا

ہے۔آپ اس تکرار صلوۃ جنازہ کو مطلقاً۔تمام لوگوں کے جنازوں کے لیے حجت قرار دیتے ہیں۔اس لئے ہم اس بحث میں مشغول ہوتے ہیں۔ کہ آیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جنازہ میں کیوں تکرار ہوا اور آپ کی تدفین میں کیوں تاخیر ہوئی۔پس ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جنازہ کے متعلق بحث کرتے ہیں۔ناظرین کرام۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معصوم تھے۔اس مروجہ جنازہ کی وہاں ضرورت ہی نہ تھی۔نیز مروجہ جنازہ میں امام ہوتا ہے۔جو نمازیوں اور مقتدیوں کو نماز جنازہ پڑھاتا ہے۔اور جو امام صلوۃ ہوتا ہے۔وہ حقیقۃً میت کا بھی امام ہوتا ہے۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ہر دو حالتوں میں امام ہیں۔آپ حالت حیات اور حالت ممات میں ہمارے امام ہیں۔لہذا اس جنازہ میں کوئی امام نہ تھا۔پس صورت جنازہ یہ تھی کہ حجرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میں جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سریر مبارک تھا۔جتنی مقدار لوگ اس حجرہ میں سما سکتے تھے۔اتنی مقدار کے مطابق وہ حجرہ شریف میں باری باری علیحدہ علیحدہ فرداً فرداً بغیر امام کے نماز جنازہ بصورت درود شریف پڑھتے۔اور فارغ ہو کر حجرہ سے باہر آجاتے پس حضور کا جنازہ بغیر امام کے بصورت خواندن درود شریف تھا۔اور وہ درود شریف سیرت کی کتابوں میں درج ہے۔آپ مدارج النبوۃ جلد دوم میں اس درود شریف کو لکھا ہوا دیکھ سکتے ہیں۔پس یہاں بھی ایک سوال ہے۔کہ جب پہلی جماعت نے حجرہ شریف میں داخل ہو کر جنازہ بصورت درود شریف پڑھا تو فرض ادا ہو گیا۔اور جنازہ نفلی تو غیر مشروع ہے۔اور ممنوع ہے۔لہذا یہ تکرار غیر مشروع پایا گیا اس کا جواب اجمالاً یہاں یہ ہے۔(انشاء اللہ آئندہ تفصیل بھی

آئے گی) کہ تکرار نماز جنازہ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصوصیات سے ہے۔ نیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جنازہ ہمارے مروجہ نماز جنازہ کے مثل نہ تھا۔ اس میں یہ معہودہ دعائیں نہ تھی۔ اور نہ ہی اس میں کوئی امام تھا۔ کیونکہ جنازہ کا امام وہ میت کا بھی امام ہوتا ہے۔ اور یہ یہاں صورت جائز نہیں ہے۔ جناب مفتی صاحب فرماتے ہیں۔ رسالہ منہاج القرآن صفحہ ۲۲ نماز جنازہ فرض کفایہ ہے۔ کچھ کے پڑھنے سے مسلمان سبکدوش ہو جاتے ہیں۔ جنازہ پڑھنا فرض نہیں ہے۔ پڑھنے والا گنہگار نہیں۔ مگر پڑھنا چاہیں۔ تو قرآن وسنت کی رو سے بالکل جائز ہے۔ اس کے ناجائز ہونے کی کوئی شرعی دلیل کسی کے پاس نہیں غور کریں۔ کہ ہم عام مسلمانوں کی نماز میں جو کہ ایک دعا ہی تو ہے۔ ان کلمات سے دعا مانگتے ہیں۔ اللھم اغفرلحینا اھ حافظ محمد یونس چکوالوی کہتا ہے۔ کہ مفتی پر واجب ہوتا ہے۔ کہ وہ کوئی نقلی دلیل پیش کرے۔ عقلی دلیل اولاً پیش نہ کرے۔ البتہ نقل پیش کرنے کے بعد ثانیاً اس کی تصدیق عقلی دلیل سے جائز اور مستحسن ہے۔ عین الھدایہ جس کے مصنف سید جسٹس امیر علی رحمہ اللہ ہیں۔ آپ عین الھدایہ میں فرماتے ہیں۔ قولہ اور میت پر ایک ہی بار (نماز جنازہ) پڑھی جائے گی۔ اور دوبارہ بطور تنفل اس پر نماز مشروع نہیں (الایضاح) چنانچہ صاحب عین الھدایہ اس قول آنے والے کے تحت شرح کرتے ہیں۔ وان صلی الولی اے علے المیت اور اگر ولی نے میت پر نماز پڑھ دی اور اگر تنہا (پڑھی) لم یجز لا حد ان یصلی بعدہ تو اس کے بعد کسی کو میت پر نماز پڑھنا جائز نہیں۔ اگر چہ اس ولی کے برابر پایہ کے دوسرے اولیاء چاہیں۔ (الجوہرہ) پس اگر ولی سے بڑھ کر سلطان وغیرہ نے پڑھی۔ تو بدرجہ اولیٰ پھر کوئی نہیں پڑھ

سکتا۔ لان الفرض یتادیٰ بالاول کیونکہ فرض نماز کا تو اول کے پڑھنے سے ادا ہو چکا۔ والنفل بہا غیر مشروع اور نفل پڑھنا اس نماز میں مشروع نہیں ہے۔ ف یعنی جس کا حق مقدم نہ ہو۔ اس کو نماز جنازہ نفلی طور پر پڑھنا مشروع نہیں ہے۔ "ولھذا راینا الناس ترکوا عن آخرھم الصلوۃ علی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم" اور اسی وجہ سے ہے کہ نماز جنازہ میں تنفل مشروع نہیں ہے۔ ہم نے تمام لوگوں کو ادنی سے اعلیٰ تک دیکھا کہ انہوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف پر نماز پڑھنا ترک کیا۔ ف پس اگر نفل جائز ہوتی تو اس سے بڑھ کر کون سی فضیلت ہوتی۔ اگر وہم ہو کہ قبر پر نماز تو تین دن یا اس کے مانند تک جائز ہے۔ الجواب یہ کہ مدت مذکورہ تو میت کے متغیر ہو جانے کی وجہ سے ہے اور صریح منصوص ہے۔ کہ زمین کسی پیغمبر کے جسم کو نہیں کھا سکتی۔ کہاں **کہ** سرور عالم افضل "المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم وعلیھم اجمعین وھو الیوم کما وضع" اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم آج ویسے ہی ہیں جیسے مرقد شریف میں رکھے گئے تھے۔ پس اگر نماز جنازہ میں تنفل جائز ہوتا تو کوئی مانع نہ تھا۔ ابن ہمام نے کہا۔ کہ حق دار کو استثناء کرنا چاہیے۔ کیونکہ جس شخص کا حق ہے۔ اس کے حق میں نماز بطور نفل مشروع ہوگی۔ تاکہ وہ اپنا حق حاصل کرے (الفتح) اس سے عام اجنبی لوگوں کی نفی ہوئی۔ لیکن ولی کے برابر مرتبہ والوں کا حق شاید بوجہ ایک ولی کے پڑھ دینے سے ساقط ہو گیا فافہم رہا یہ کہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرداً نماز پڑھی۔ جیسا کے صحیح قول میں ہے۔ تو یہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص سے تھا۔ اور امام ابوبکر البزاز اور امام طبری نے ذکر کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ

وسلم نے صحابہ کو یہی وصیت فرمائی تھی۔ میں کہتا ہوں (سیّد امیر علی رحمہ اللہ) کہ محتمل ہے۔ کہ تعظیم حق کی وجہ سے صحابہ کے ہر فرد پہ یہ بات فرض عین ہو۔ تو ہر فرد نے اپنا فرض ادا کیا۔ بعض علماء نے کہا۔ کہ قبر پر نماز پڑھنا بھی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص سے تھا۔ کہ آپ کی نماز سے قبر منور ہوتی تھی اور صلاتی میں یاء نے خصوصیت کا فائدہ دیا۔ کہ میری نماز ان اہل قبور کے لیے موجب رفع ظلمات ہے۔ اور قرآن کریم میں بھی آتا ہے۔ کہ ان صلاتک سکن لھم۔ کہ بے شک آپ کی نماز ان کے لیے موجب سکون ہے۔

اور ہماری نماز تو ایسے ہی ہے۔ جیسا کے علامہ اقبال رحمہ اللہ نے فرمایا

تیری نماز بے حضور تیرا امام بے سرور
ایسی نماز سے گزر ایسے امام سے گزر

پس جس شخص کا حق تقدم سب سے مقدم ہے۔ اس نے خود نماز جنازہ پڑھی یا کسی دوسرے کو پڑھانے کی اجازت دی۔ تو اب کوئی اس کے بعد نماز جنازہ پڑھ نہیں سکتا یہاں ولی کا بھی حق ساقط ہو گیا۔ کیونکہ اقدم اور مقدم کے نماز جنازہ پڑھنے سے غیر مقدم وغیر اقدم کا حق ساقط ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر اس کا عکس ثابت ہو۔ یعنی غیر مقدم اور غیر اقدم کے نماز جنازہ پڑھنے سے اقدم اور مقدم کا حق ساقط نہیں ہوتا پس شریعت نے جہاں ولی کو یا سلطان کو اعادہ کا حق دیا ہے۔ وہاں کے لیے نفل جنازہ مشروع ہے ۔ ابن الھمام نے جو حق دار کو مستثنی کیا ہے۔ کہ جو شخص اعادہ نماز کا حق شرعا رکھتا ہے۔ اس کا استثناء ضروری ہے۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ جو مفتی صاحب کو ان کے موقف میں مفید پڑے۔ کیونکہ صاحب ہدایہ اس امر کو تسلیم کرتے ہیں۔ کہ غیر اقدم اور

غیر مقدم کے نماز جنازہ پڑھنے سے ولی اعادہ حق جنازہ رکھتا ہے۔ اور قبل اس کے یہ بیان ہو چکا ہے۔ کہ اس صورت میں ولی اگر چاہے۔ تو اعادہ نماز جنازہ کر سکتا ہے۔ مگر جس تکرار کے مفتی صاحب قائل ہیں۔ اس تکرار نماز جنازہ کا فقہ حنفی میں کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ بلکہ ایسا تکرار ممنوع اور غیر مشروع ہے۔ مثلاً ولی کے علاوہ جنازہ کے بعد کسی کو نماز جنازہ پڑھنے کی شرعاً اجازت نہیں ہے۔ کیونکہ حق دار کے علاوہ بقیہ لوگوں کے لیے نماز جنازہ نفلی غیر مشروع ہے۔

پس ابن الھمام پہ ''یستلزم منع الولی ایضاً من اعادۃ اذا صلیٰ من الولی اولیٰ منہ'' یہ اعتراض نہیں ہے۔ بلکہ یہ تو صاحب ہدایہ کے قول اور موقف کو لازم ہے۔ کیونکہ ولی سے جو اولیٰ اور اقدم ہے۔ وہ جب نماز پڑھیگا۔ تو ظاہر ہے۔ کہ اب ولی کا حق ساقط ہو جائیگا۔ ہاں اگر کسی عام انسان نے نماز جنازہ پڑھا دی۔ تو اس سے ولی کا حق ساقط نہ ہوگا۔ اور اب نفلی جنازہ ولی کے حق میں مشروع ہوگا۔ غیر مشروع نہ ہوگا اور اس ولی کے درجہ میں جو ولی ہونگے ان کا حق بوجہ ایک ولی کے پڑھنے سے ساقط ہو گیا چنانچہ قبل اس کے صراحۃً ہم نے ذکر کر دیا۔ پس ابن الھمام نے توضیح کی۔ کہ جس شخص کو اعادہ جنازہ کا حق ہے۔ اس کے حق میں نماز جنازہ نفلی مشروع ہے۔ غیر مشروع نہیں ہے۔ پس ہم جناب ابن الھمام رحمہ اللہ کی مکمل عبارت نقل کر کے اس کی شرح کرتے ہیں اور واضح کرتے ہیں کہ ابن الھمام نے جناب صاحب ہدایہ کی دلیل عدم تکرار صلوٰۃ کے متعلق صاف فرمایا۔ کہ صاحب ہدایہ نے جو دلیل تکرار صلوٰۃ جنازہ کے غیر مشروع ہونے کی ذکر کی ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ اور اس کا اعتبار واجب ہے۔ صاحب فتح القدیر نے یہ نہیں کہا۔ کہ تکرار نماز جنازہ مشروع

ہے۔ انہوں نے صرف اتنا واضح کیا کہ جس شخص کو شریعت نے حق دیا ہو۔ کہ وہ نماز جنازہ کا اعادہ کر سکتا ہے تو اس کے حق میں نماز جنازہ پڑھنا بطور نفل مشروع ہے ۔انہوں نے یہ نہیں کہا۔ تکرار صلوٰۃ جنازہ ہر ایک کے لیے خواہ یہ تکرار ہزار مرتبہ ہو۔ یہ جائز ہے۔ چنانچہ ہم ان کی تمام عبارت کو لکھ کر اس مفہوم کو واضح کرتے ہیں۔ صاحب فتح القدیر نے فرمایا۔ "والتعليل المذكور وهو ان الفرض يتادىٰ والتنفل بها غير مشروع لستيلزم منع الولی من الاعاده اذا صلی من الولی اولیٰ منه اذا قضا الفرض هو قضاء حق ا لميت تادىٰ به فلا بد من استشناء من له الحق .فتبقى المشر وعية يستوفىٰ حقه "ترجمہ تعلیل مذکور یہ ہے۔ کہ فرض تو اول کے پڑھنے سے ساقط ہو گیا۔ اور تنفل جنازہ کے ساتھ غیر مشروع ہے۔ یہ تعلیل مذکور مستلزم ہے۔ کہ ولی کو بھی نماز کے اعادہ سے منع کیا جائے ۔اس صورت میں کہ جب ولی سے کسی اولیٰ اور اقرب نے نماز جنازہ پڑھ دی۔ کیونکہ فرض جو میت کے حق کو پورا کرنے کا تھا۔ وہ اس اولیٰ اور اقرب ولی کے پڑھنے سے ادا ہو گیا۔ پس اب "ابعد" اور باقی عام لوگوں کے حق میں نماز جنازہ نفلی ہوگا۔ اور جنازہ نفلی اب غیر مشروع ہے۔ یہاں پر ابن الھمام فرماتے ہیں۔ کہ یہ کہنا کہ جب اول کے پڑھنے سے فرض ادا ہو گیا۔ اب بقیہ حضرات کے لیے۔ وہ جنازہ نفلی ہے اور غیر مشروع ہے۔ یہاں آپ فرماتے ہیں۔ کہ جس شخص کا حق ساقط نہ ہوا ہو اور وہ نماز جنازہ کے اعادہ کا حق رکھتا ہو۔ تو ایسے حق دار کے لیے نفلی جنازہ مشروع ہے۔ اور حق دار۔ یعنی صاحب حق اس کے لیے نماز جنازہ مشروع ہے۔ لہذا تنفل جنازہ سے ایسے شخص کو مستثنیٰ کرنا چاہیے۔ کیونکہ حق دار کے لیے نماز جنازہ نفلی مشروع ہے۔ اور حق

دار۔ اور صاحب حق اس کے لیے اعادہ بصورت نفلی جنازہ مشروع ہے اور یہ دعوی بھی ضروری ہے۔ کہ عدم مشروعیت نفلی جنازہ اس شخص کے حق میں ہے کہ جس کا شرعاً حق نہیں بنتا۔ اور امامن لہ الحق اور جو شخص جنازہ کے اعادہ کا حق رکھتا ہے۔ اس کے لیے مشروعیت جنازہ بطور تنفل جائز ہے۔ تاکہ وہ اپنا حق حاصل کرے اب اس عبادت میں یہ کہاں ہے۔ کہ تکرار نماز جنازہ کی ہر مسلمان کو اجازت ہے بلکہ اعادہ نماز جنازہ جس کا حق بنتا ہے۔ اس کو اعادہ کی اجازت دی اور ساتھ ہی فرمایا۔ کہ اس حق دار کے لیے تنفل جنازہ مشروع ہے۔ اس سے صاف واضح ہوتا ہے۔ کہ علامہ فتح القدیر تکرار صلوٰۃ جنازہ کی عام اجازت نہیں دے رہے۔ بلکہ جس شخص کا حق ہے۔ صرف وہی نماز جنازہ کا اعادہ کر سکتا ہے یہاں مفتی صاحب نے بڑے شدومد سے کہا۔ کہ صاحب فتح القدیر نے۔ جب یہ کہا۔ کہ نفلی جنازہ جس شخص کا حق بنتا ہے۔ اس کے حق میں نفلی جنازہ مشروع ہے تو صاحب ہدایہ کا استدلال عدم تکرار صلوٰۃ جنازہ کا باطل ہو گیا۔ یہ مفتی صاحب کی صریح خطا ہے۔ حافظ محمد یونس چکوالوی کہتا ہے۔ کہ صاحب فتح القدیر نے آگے "ثم استدل علیٰ مشروعية التنفل بترك الناس عن آخرهم الصلوة علیٰ قبر رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم" (الخ) صاحب ہدایہ کے اس استدلال کو صحیح قرار دیا۔ اور صاحب فتح القدیر نے یہاں صاف کہا۔ کہ صاحب ہدایہ کا استدلال اور ان کی دلیل عدم تکرار جنازہ کی واضح اور ظاہر ہے۔ فوجب اعتبارہ اور اس دلیل اور استدلال کا اعتبار ہے۔ یعنی صاحب ہدایہ کا استدلال علیٰ عدم تکرار نماز جنازہ پر صحیح اور درست ہے۔ مگر مفتی صاحب صاحب فتح القدیر کے قول کو تسلیم نہیں کرتے۔ یا پھر ان کو صاحب فتح القدیر کے قول کی سمجھ ہی نہیں آئی۔

کیونکہ صاف لفظوں میں صاحب فتح القدیر نے فرمایا۔ کہ صاحب ہدایہ کا استدلال صحیح ہے۔فهذادلیل ظاهر فوجب اعتباره ۔''هکذاینبغی ان یفهم هذالمقام ''صاحب فتح القدیر نے صاحب ہدایہ کے استدلال کو صحیح قرار دینے کے بعد فرمایا۔'' ولهذا لم یشرع لمن صلی التکریر'' کہ ہم اسی لیے کہتے ہیں۔ کہ جس شخص نے ایک دفعہ میت پر نماز جنازہ پڑھی ۔تو اب اس کے لیے دوبارہ سہ بارہ نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ یہ مفتی صاحب کے موقف کے منافی ہے۔

ازمدرسہ بکعبہ روم یا بہ میکدہ

اے پیر راہ بگو کہ طریق صواب چیست

واللہ یهدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم''٥

گزشتہ ابحاث سے یہ امر ثابت ہوا ہے۔ کہ جناب مفتی صاحب جس نوع کے جنازہ میں تکرار کے طالب ہیں ۔اس کی فقہاء اجازت نہیں دیتے ۔صرف وہ صورتیں جس میں ولی یا جس کو شریعت نے حق اعادہ نماز جنازہ عطا کیا ہے۔ صرف ان کے لیے نفلی جنازہ مشروع قرار دیا گیا۔ چنانچہ ابن الھمام رحمہ اللہ نے اس کو بڑی وضاحت کے ساتھ فتح القدیر میں ثابت کیا۔ اور تکرار جنازہ کے جواز میں یہ کہنا کہ نماز جنازہ دعا ہی تو ہے ۔لہذا تکرار دعا میں ۔یا تکرار جنازہ میں کوئی حرج نہیں ہے ۔الجواب جنازہ محض دعا ہی نہیں ہے۔ بلکہ اس میں جہت نماز بھی ہے۔ اور جہت نماز جنازہ میں غالب ہے۔ مثلاً جنازہ بغیر طہارت جسم کے ادا نہیں ہو سکتا۔ محض دعا کے لیے تو طہارت شرط نہیں ہے ۔ یونہی اس میں تکبیر تحریمہ اور استقبال قبلہ یہ ایسے امور ہیں۔ جو جہت نماز کو غالب کرتے ہیں ۔پس دعا میں اور نماز جنازہ میں نسبت

مساوات نہیں ہے۔ بلکہ ان ہر دو میں نسبت عموم وخصوص مطلق ہے۔ پھر جنازہ دعا ہے ۔مگر ہر دعا جنازہ نہیں ہوتی۔ ہر ناطق حیوان ہے۔مگر ہر حیوان ناطق نہیں ہوتا۔ ناطق میں صرف حیوانیت ہی نہیں ہوتی کوئی اور شیء بھی اس میں ہوتی ہے۔ یونہی نماز جنازہ میں صرف دعا ہی نہیں ہوتی۔ کوئی اور شیء بھی اس میں ہوتی ہے۔

تیرے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزول کتاب
گرہ کشا ہے رازی نہ صاحب کشاف

ناظرین کرام! فقہ حنفی۔ یہ تمام فقہ جات کی سیّد اور سردار ہے۔ اس میں تصریح ہے۔ کہ نماز جنازہ اگر ایسے شخص نے پڑھادی یا پڑھنے کی اجازت دے دی۔ یعنی یہ شخص ایسا ہے۔ کہ اس کا حق تقدم سب سے اول ہے۔ تو ایسے شخص کے نماز پڑھانے کے بعد کسی ایک کے لیے بھی اجازت نہ ہوگی۔ کہ اس میّت پر کوئی نماز جنازہ پڑھے۔ کیونکہ نماز جنازہ فرض کفایہ ہے۔ فرض عین نہیں ہے۔ اور جب جنازہ کو احق بالتقدم نے پڑھ دیا تو اب فرض ساقط ہو گیا۔ خواہ اس نے اکیلا ہی جنازہ پڑھا ہو کیونکہ نماز جنازہ میں جماعت شرط نہیں ہے۔ اب جو شخص بھی نماز جنازہ پڑھے گا اس کے حق میں نماز جنازہ نفلی ہوگا۔ اور نفلی نماز جنازہ غیر مشروع ہے۔ البتہ جس شخص کو کسی صورت میں اعادہ صلاۃ کا حق دیا گیا ہو۔ تو اس کے حق میں یہ نفلی جنازہ مطابق قول ابن الھمام کے مشروع ہے۔ اس کے بعد جو میں تکرار نماز جنازہ کے غیر مشروع ہونے کی دلیل ذکر کروں گا۔ یہ عوام الناس کے اذہان سے بالاتر ہے۔ مگر علماء اور خواص حضرات اس کو ضرور سمجھ جائیں گے۔ وہ دلیل یہ ہے کہ نماز جنازہ میں میّت نمازی کے روبرو ہوتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ میّت میں روح نہیں پس جب ہم میّت کو آگے رکھ کر اس پر

نماز پڑھتے ہیں۔تو یہ صورت تشبہ بعبادۃ الصنم کی عکاسی کرتی ہے۔اور یہی وجہ ہے۔کہ پہلی صف کے لوگوں کو اتنا ثواب نہیں جتنا کہ آخری صف والوں کو ملتا ہے۔کیونکہ پہلی صف تشبہ بعبادۃ الصنم کی کامل مظہر ہے۔لہٰذا یہ جنازہ کا ثواب کم پائے گی۔پس علماء نے کہا۔کہ جنازہ میں فی ذاتہ حسن نہیں ہے۔بلکہ بوجہ ادائے حق مسلم اس میں حسن لغیرہ ہے۔پس جب اس میں حسن لذاتہ نہیں ہے۔حسن لغیرہ ہے۔ تو ہم کو کیا مصیبت پڑی ہے۔کہ ایک دفعہ پڑھنے کے بعد اس عمل کا تکرار کریں جس میں تشبہ بعبادۃ الصنم ہے۔ہاں بیشک جو لوگ غیر شعوری طور پر صنم پرستی کا شکار ہیں۔وہ تکرار نماز جنازہ کے ضرور قائل ہوں گے۔اور لوگوں کو اس پر رغبت دلائیں گے۔جہاد میں بھی فی ذاتہ حسن معدوم ہے۔اور جہاد بھی بوجہ اعلائے کلمۃ اللہ اور بوجہ دفاع شرارت کفار حسن لغیرہ ہے۔پس علماء اصول فقہ تکرار نماز جنازہ کا کسی وقت بھی حکم نہیں دیں گے۔اگر کسی اجنبی نے نماز جنازہ پڑھادی۔تو یہاں ولی کو جو اعادۃ صلاۃ جنازہ کا حق ہے۔وہ کوئی لازم نہیں ہے۔کیونکہ اجنبی کے پڑھنے سے فرض کفایہ ادا ہو گیا۔ولی اگر چاہے تو اعادۃ نماز جنازہ کر سکتا ہے۔پس اس مخصوص صورت میں ولی کے لئے نماز نفلی مشروع قرار پائی۔ولی کے علاوہ بقیہ لوگوں کیلئے جائز نہیں ہے۔کہ وہ ایسے میت پر نماز جنازہ پڑھیں۔پس خلاصہ بحث یہ ہے۔کہ نماز جنازہ حسن لغیرہ ہی ہے۔عام حالات میں اس کا تکرار بطور نفل غیر مشروع ہے۔سلطان یا ولی کا اعادۃ۔ایک مخصوص صورت میں ہے۔لہٰذا یہ تکرار بصورت نفل عدم مشرعیت سے مخصوص اور مستثنیٰ ہوگا۔

ناظرین کرام! جناب مفتی عبدالقیوم صاحب قبر پر نماز جنازہ پڑھنے کو نماز جنازہ علے الغائب قرار دیتے ہیں۔نیز اس کو نماز کے تکرار پر بھی حجت قرار دیتے

ہیں۔مگر یہ دونوں مسئلہ ان کے صحیح نہیں ہیں۔اول مسئلہ پر تنبیہ کر دی ہے۔کہ قبر پر نماز جنازہ یہ غائب پر نماز جنازہ کی صورت نہیں ہے' اور غلطی نمبر۲ یہ کہ قبر پر مثلاً حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا جنازہ پڑھنا۔اس کو تکرار نماز جنازہ کی دلیل بنانا یہ بھی صحیح نہیں ہے۔یہ تو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے خصوصیات سے ہے۔کیونکہ آپ خلیفہ اعظم ہیں۔جن کا حق تقدم سب پر ہے' اور سب سے اول ہے' اور آپ نے فرمایا۔کہ میری نماز میت کے لئے موجب راحت وسکون ہے۔پس خواہ میت پر نماز پڑھ کر ہی اس کو کیوں نہ دفن کیا ہو۔ایسے میت پر حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا نماز جنازہ پڑھنا۔یہ حضور کے خواص اور خصوصیات سے ہے۔اور خصوصیات پر قیاس کرنے کی اجازت نہیں ہے۔اور یہ قبل اس کے بیان ہو چکا ہے۔اور اگر کسی مردہ کو غسل دیکر بغیر جنازہ کئے اس کو دفن کر دیا گیا۔تو ایسی قبر پر تو بغیر کسی اختلاف کے نماز جنازہ اس میت کے پھٹنے سے قبل پڑھا جا سکتا ہے' اور اس صورت میں تکرار نہیں ہوا ہے۔اب ہم نماز جنازہ علے الغائب کے عدم جواز کی بحث میں مشغول ہوتے ہیں۔پس پہلے مسئلہ کی تفصیل ذکر کر دی گئی۔اب مسئلہ نمبر۲ پر مطابق فقہ حنفی باذن اللہ تعالےٰ بحث کرتا ہوں۔میت غائب پر نماز جنازہ کی بحث

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ناظرین کرام! جناب مفتی صاحب کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میت غائب پر ایک دو دفعہ نہیں متعدد دفعہ قبر پر یا غیر قبر۔یعنی بغیر قبر کے (غائب میت پر) نماز جنازہ ادا کی ہے۔اس لیے احناف کو بھی میت غائب پر نماز جنازہ پڑھنے میں کوئی تردد نہیں ہونا چاہیے۔اور آپ ﷺ نے کسی ایک مرتبہ بھی صراحتہً یا کنایتہً

ممانعت نہیں فرمائی۔ تو امت کیلئے بالکل جائز ہے۔ کہ وہ کسی میت پر چاہیں تو نماز غائبانہ ادا کر سکتے ہیں۔

الجواب باذن اللہ الوھاب۔ از حافظ محمد یونس عفی عنہ۔ جناب مفتی صاحب آپ نے صحیح نہیں سمجھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث تین قسم ہے۔ قولی۔ فعلی۔ تقریری مثلاً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زبان سے ارشاد فرمایا۔ یا آپ نے کوئی کام کیا۔ یا آپ کے سامنے کسی نے کچھ کہا۔ یا کام کیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاموشی اختیار کی پس یہ تینوں حدیث ہوں گی مانسب الی النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم من قول او فعل او تقریر یہ حدیث ہے۔ فعل میں احتمال خصوصیت ہوتا ہے۔ مگر قول میں احتمال خصوصیت نہیں ہوتا۔ مفتی صاحب آپ پر لازم ہے۔ کہ آپ نماز جنازہ علی الغائب کے جواز پر حدیث قولی پیش کریں۔ کہ جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا ہو۔ کہ صلوا علے المیت الغائب کہ تم میت اگر غائب ہو۔ حاضر نہ ہو۔ اس کا جنازہ پڑھا کرو۔ تمام کتب احادیث سے آپ کو یہ نہ ملے گا کہ حضور نے صحابہ کو میت غائب پر راغب کرنے کیلئے کسی وقت مطلقاً یہ ارشاد فرمایا ہو۔ کہ میت غائب پر نماز جنازہ ادا کرنا ثواب کا کام ہے۔ بلکہ حضرت علی کرم اللہ وجھہ سے حدیث ہے۔ جو صحاح ستہ میں مذکور ہے۔ کہ حضرت علی کرم اللہ وجھہ الکریم فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تین کام میں جلدی کرو۔ جب نماز کا وقت آ جائے۔ اس کو ادا کرو اور ایم کا نکاح کر دو جب تو اس کا کفو پائے۔ اور جنازہ کو جلدی پڑھو۔ اذا حضرت جبکہ جنازہ حاضر ہو۔ کوئی آپ کا ایسا ارشاد نہیں ہے۔ کہ جس میں آپ نے مطلقاً مذکورہ نوعیت کا

جملہ کہ صلوا علی المیت الغائب زبان دُرفشاں سے ملفوظ کیا ہو۔ الجنازہ اذا حضرت
کے اس ارشاد قولی سے عام مخاطبین اور سامعین کو یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ جنازہ
میں حضور میت شرط ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نماز جنازہ کی نیت میں نیت کرنا لازم
ہوتا ہے۔ کہ دعا واسطے اس حاضر میت کے۔ دعا واسطے میت غائب کے۔ جنازہ میں
نہیں ہے۔ اور یہ فقیر کہتا ہے۔ اگر حدیث قولی مطابق جملہ انشائیہ کے ثابت ہوتی۔ تو
ہمارے فقہاء احناف کبھی بھی اپنی کتب فقہ میں نماز جنازہ علی الغائب کے ممنوع اور غیر
مشروع ہونے کا ذکر نہ کرتے۔ صلے علی النجاشی اربعا۔ یہ تو فعل ہے۔ قول نہیں ہے۔
اور اگر اس واقعہ کے ضمن میں حضور نے صحابہ سے یہ فرمایا ہو کہ اٹھو اور نجاشی پر
نماز جنازہ پڑھو۔ تو یہ بھی مطلقاً نماز جنازہ علی الغائب کے جواز کی علت نہیں بن
سکتا۔ کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ بذات خود نماز جنازہ (علی النجاشی)
پڑھنے کیلئے تیار ہو گئے تھے۔ لہذا ضمناً آپ نے صحابہ سے فرمایا۔ کہ اٹھو اور جنازہ کی
تیاری کرو۔ یا جنازہ پڑھو۔ پس ہمارے علماء نے صلے علی النجاشی اربعا کو حضور اکرم صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں شمار کیا۔ پس فعل میں احتمال خصوصیت ہوتا ہے۔
چنانچہ علماء نے اس جنازہ کو جو نجاشی پر غائبانہ پڑھا گیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے خصائص میں شمار کیا۔ یہ فقیر جناب مفتی صاحب کو دس روپے انعام دے گا۔
اگر مفتی صاحب کوئی حدیث قولی پیش کریں کہ جس میں حضور نے مطلقاً یہ فرمایا ہو کہ
غائب پر نماز جنازہ پڑھا کرو۔ انعام انعام ہی ہوتا ہے خواہ تھوڑا ہی ہو چلو ہم مفتی
صاحب کو مبلغ 11 روپے انعام دے سکتے ہیں اگر وہ حدیث قولی پیش کر دیں اور آپ
نے فقہا احناف کو یہ مشورہ دیا ہے کہ انہیں نماز جنازہ علیٰ میت غائب پڑھنا چاہئے۔

پس مشورہ دینے کے بعد آپ اپنے موقف پر دلائل پیش کرتے ہیں۔ (1) دلیل ذکر کی۔ مگر یہ دلیل ان کی مخدوش ہے۔ اور اس سے ان کا موقف کہ میت غائب پر نماز جنازہ پڑھنا چاہئے۔ ثابت نہیں ہوتا قولہ (دلیل نمبر 1) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق ہیں۔ آخری چھٹا حق یہ ہے۔ کہ جب وہ مر جائے۔ تو اس پر نماز جنازہ ادا کرو۔ اصلی عربی الفاظ اس حق نمبر چھ کے یہ ہیں۔ "واذامات فاتبعه" ۔ کیا مفتی صاحب فاتبعه کا ترجمہ یہی ہے۔ کہ جب وہ مر جائے تو اس پر نماز جنازہ ادا کرو "اتبع یتبع اتباعاً" کا معنی کسی لغت والے نے نماز جنازہ پڑھنا ذکر نہیں کیا۔ اور یونہی "تبع یتبع تبعاً اور اتبع یتبع اتباعا" کسی کا معنیٰ جنازہ پڑھنا نہیں ہے اور پھر یہ تعمیم نکالنا۔ اور بطور نتیجہ یہ ذکر کرنا کہ اس حدیث پاک میں نماز جنازہ کا حکم عام ہے۔ خواہ میت حاضر ہو۔ خواہ غائب آپ ذرا غور فرمائیے۔ پہلے پانچ حقوق ان کی ادائیگی میں تو مسلم کا حاضر ہونا ضروری قرار دیا گیا۔ اور اس آخری حق میں کونسی شئی مانع ہوئی کہ میت غائب کا حق غائبانہ صورت میں ادا کرنا لازم ہوگا۔ کیونکہ آپ تعمیم کے قائل ہیں۔ آپ ذرا غور فرمائیں گے۔ تو یہاں لفظ اتباع سے مقصد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ہے۔ کہ تم اس کے جنازہ کی اتباع کرو۔ اور اتباع تو جب ہوگی کہ وہ آپ کے آگے آگے ہو۔ پس حکم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ہے کہ تم اس کے جنازہ کی پیروی کرو۔ یہاں تک کہ بوقت جنازہ۔ وہ میت مسلم متبوع یا متبع ہوگا۔ پس وہ متبوع اور متبع اسی صورت میں ہوسکتا ہے۔ کہ اس کی نعش آپ کے سامنے اور روبرو ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فداہ ابی وامی نے اذامات فاتبعه ۔ فرما کر آپ نے اس مسئلہ کو بھی حل کر دیا۔ کہ مسلم

میت کے جنازہ کو متبوع اور تابع بناؤ۔ پس متبوع اور تابع کو آگے اور پیچھے ہونا لازم ہے۔ پس اذا صلیتم [illegible] (الحدیث) [illegible] ہے کہ ان کی نعش [illegible] آپ کے سامنے ہو۔ یعنی جنازہ [illegible] کے سامنے ہو۔ [illegible] آپ کا [illegible] ارشاد اذا الجنازۃ وانا حضرت۔ خصوصیت پر صراحتہ دال ہے۔ پس فقعہ میں ضمیر میت کی طرف راجع ہے۔ پس اس اتباع میں میت کا سامنے ہونا لازم ہے۔ جس میت تبع اور متبوع اس صورت میں ہوگا۔ کہ اس کی نعش آپ کے سامنے ہو۔ یہ نہیں ہے۔ کہ جنازہ اور میت غائب ہزاروں میل دور ہو اور آپ کسی میدان میں یا کسی بازار کے چوک میں۔ اس کا جنازہ پڑھ رہے ہوں۔ پس اذا مات فاتبعہ کا تقاضہ یہ ہے کہ میت حاضر ہو۔ غیوبیت کی صورت میں اتباع جنازہ کا تحقق کیسے ہو سکتا ہے۔ میرے خیال میں جناب مفتی صاحب اور ان کے ہمنوا میت غائب کا جنازہ پڑھتے نہیں ہیں بلکہ اس بیچارے میت غائب کا جنازہ نکالتے ہیں پس خلاصہ بحث یہ ہے۔ کہ فعل میں احتمال خصوصیت ہوتا ہے۔ اور نہ ایسا فعل مقیس علیہ بنایا جا سکتا ہے۔ البتہ ایسا فعل (جو طبعی نہ ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مخصوص بھی نہ ہو) اور اس فعل پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مواظبت اور مداومت بھی کی ہو۔ اور اس فعل کے تارک پر آپ نے انکار کیا ہو۔ تو ایسا فعل بے شک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت پر واجب ہوتا ہے (نور الانوار) ہم نے جو جنازہ میت غائب پر طنز کی ہے۔ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اکثر ہمارے نماز غائبانہ کے شرکا نجس اور پلید جوتوں کے ساتھ اور بلا وضو غائب میت کی نماز جنازہ میں شریک ہوتے ہیں۔ پس یہ تو میت غائب کے ساتھ سنگین مذاق ہے۔ ہم نے اس بحث میں جناب مفتی صاحب کی لفظ فاتبعہ سے جو

گرفت کی ہے۔ تو اس سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ اس سے اثبات جنازہ علی الغائب نہیں ہوسکتا۔ اور ساتھ ہی ہمارا یہ مقصد تھا۔ کہ مفتی صاحب نے دلیل نمبر 2 میں علماء احناف پر ایک رکیک حملہ کیا ہے۔ کہ نجاشی پر نماز جنازہ غائبانہ ادا کی گئی ہے۔ پس عمل رسول سے جواز ثابت ہے جبکہ تاویلات دوراز کار ہیں تو ہم نے مفتی صاحب پر گرفت کی۔ کہ آپ بھی فاتحہ کا ترجمہ بطور تاویل کر رہے ہیں۔ اس لئے اگر علماء احناف نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل مبارک میں خصوصیت کا قول اپنایا ہے تو یہ کوئی انوکھی بات نہیں ہے۔ فعل میں احتمال خصوصیت تھا۔ اور علماء احناف نے غور کیا۔ تو ان پر واضح ہوا۔ کہ یہ فعل صلوۃ علی المیت الغائب یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصوصیات سے ہے۔ پس مفتی صاحب علماء احناف کے قول خصوصیت کا ابطال نہیں کر سکتے۔ بلکہ جو دلائل اپنے موقف پر قائم کرتے ہیں۔ وہ دلائل ان کے موقف کی ضد کو ثابت کرتے ہیں بے شک یہ حدیث صحاح ستہ میں موجود ہے۔ کہ صلے علی النجاشی اربعا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی پر چار تکبیروں سے نماز جنازہ پڑھی۔ اس مذکورہ حدیث ہی سے ہمارے علماء نے دلیل پکڑی کہ میت پر چار تکبیروں سے نماز جنازہ پڑھی جائے۔ پس چار سے زائد تکبیروں سے نماز جنازہ پڑھنا۔ تکبیروں کے حق میں منسوخ ہے۔ مگر نماز جنازہ علی الغائب۔ مثلاً نجاشی پر جو آپ نے پڑھا۔ اس کو ہمارے علماء کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات میں شمار کیا۔ یا یہ جنازہ نجاشی کی خصوصیت تھا بعض علماء نے اس جنازہ کے متعلق یہ بھی فرمایا۔ کہ یہ جنازہ معروفہ جنازہ نہ تھا۔ بلکہ صرف دعا تھی یعنی جنازہ لغوی تھا۔ جنازہ معروفہ نہ تھا۔ مگر یہ تیسری تاویل صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ باقاعدہ اس جنازہ میں صف

بندی ہوئی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس جنازہ میں امام تھے۔ اور چار تکبیروں سے نماز ادا کی گئی۔ مگر یہ مفتی صاحب کا وہم ہے۔ کہ نماز جنازہ علی الغائب متعدد بار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھی ہے۔ متعدد بصورت کثرت لغوی کا تحقق نہیں ہوا۔ مگر مفتی صاحب مطابق الھاکم التکاثر حتی زرتم المقابر۔ محض کثرت۔ جنازہ علی الغائب ثابت کرنے کے لئے ان جنازوں کو بھی غائبانہ جنازوں میں شمار کرتے ہیں۔ جن جنازوں کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبر پر پڑھا۔ اور اس میں شک نہیں ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبر پر نماز جنازہ پڑھا۔ حضرت امام ترمذی فرماتے ہیں۔ اور انہوں نے اپنی کتاب جامع ترمذی میں یہ باب باندھا ہے۔ فرمایا باب ماجاء فی الصلوٰۃ علی القبر۔ حضرت شعبی فرماتے ہیں۔ کہ مجھے اس شخص نے خبر دی ہے۔ جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ اور اس نے یہ خبر دی کہ حضور نے دیکھا کہ ایک قبر دور علیحدہ ہے۔ پس آپ کے صحابہ نے صف باندھی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس قبر پر نماز جنازہ پڑھی۔ امام ترمذی فرماتے ہیں۔ والعمل علی ھذا عند اکثر اھل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و غیر ھم۔ اور یہی قول شافعی ہے اور امام احمد ہے اور امام اسحاق کا بھی یہی قول ہے اور بعض اہل علم کا یہ قول ہے۔ کہ لایصلی علی القبر۔ اور یہ قول حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ حضرت امام عبداللہ بن مبارک نے فرمایا کہ جب میت بغیر جنازہ پڑھے۔ اس کو دفن کر دیا جائے تو اس کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی جائے اور حضرت امام احمد و اسحاق کا بھی یہی مذہب ہے کہ قبر پر ایک ماہ تک نماز جنازہ پڑھی جا سکتی ہے۔ اس پر انہوں نے یہ حدیث پیش کی کہ ام

بعد فوت ہونے ام سعد کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود نہ تھے۔ غائب تھے۔ پس جب آپ تشریف لائے تو آپ نے ام سعد کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی۔ اور یہ ایک ماہ بعد جنازہ پڑھا گیا۔ حضرت امام نخعی اور امام ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہ مذہب ہے۔ کہ اگر بغیر نماز جنازہ پڑھے (اور) میت کو دفن کر دیا گیا۔ تو اس کی قبر پر جنازہ پڑھنا جائز ہے۔ اور اگر میت پر نماز جنازہ پڑھا گیا اور بعد از اس میت کو دفن کیا گیا تو پھر نماز جنازہ قبر پر نہ پڑھا جائے۔ کیونکہ نماز جنازہ میں تکرار بطور نفل غیر مشروع ہے۔ اس صورت کے خلاف جو صورت آتی ہے کہ باوجود اس کے کہ اولاً نماز جنازہ میت پر پڑھا گیا اور میت دفن ہو گیا اور اس کے بعد حضور نے ایسے میت کی قبر پہ نماز جنازہ پڑھا۔ تو اس کا جواب شیخین رحمہا اللہ نے یہ دیا کہ یہ صلوٰۃ علی القبر۔ بطریق صلوٰۃ جنازہ نہ تھی۔ بلکہ بصورت دعا تھی۔ یا یہ جنازہ معروفہ شکل میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصوصیات سے ہے۔ یہاں تک کہ بعض علماء کا یہ قول ہے۔ کہ نماز جنازہ قبر پر مطلقاً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص سے ہے۔ خواہ اس میت پر اولاً نماز جنازہ پڑھی گئی ہو۔ یا نہ۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنے قول ہی سے اس خصوصیت کا نشان ملتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میری نماز سے اہل قبر کو راحت حاصل ہوتی ہے۔ اور ان کی قبور کی ظلمت دور ہوتی ہے۔ تو صلوٰتی کی یا نے خصوصیت کا سماں پیدا کر دیا۔ جیسے قرآن کریم میں آتا ہے۔ صل علیہم۔ ان صلاتک سکن لھم۔ پس آپ کی صلوٰۃ خواہ جس صورت میں ہو۔ دعا لغوی کی صورت میں ہو۔ یا جنازہ معروفہ کی صورت میں ہو میت وغیرہ میت کے لیے موجب سکون ہے۔

اے حبیب اللہ ﷺ وہ خدا ہے

جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا

ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستان بتایا

مفتی صاحب چونکہ جنازہ علی القبر کو بھی نماز جنازہ علی الغائب خیال کرتے ہیں۔ اس لیے انہوں نے کہا۔ کہ یہ عمل متعدد دفعہ ہوا۔ مگر ہم نے اس سے قبل یہ ذکر کیا ہے۔ کہ جو جنازہ قبر پہ پڑھا جائے۔ وہ نماز علی الغائب کے زمرہ میں نہیں ہے عین الھدایہ کے مصنف سید جسٹس امیر علی رحمہ اللہ نے فرمایا۔ قولہ اگر کہا جائے کہ کیونکر نماز جائز ہوگی (یعنی قبر پر) حالانکہ وہ نظر سے غائب ہے (یعنی میت قبر میں ہے۔ اور وہ میت غائب ہے) جواب یہ کہ ایسا غائب ہونا نماز سے مانع نہیں ہے۔ کیا نہیں دیکھتے۔ کہ قبل دفن کفن میں چھپا ہوا تھا۔ یعنی کفن میں مستور تھا) یا غائب تھا۔ تو ایسے ہی اب قبر میں مستور اور غائب ہے۔ مگر ہم نے قبل اس کے بحث کر دی ہے۔ کہ میت جو قبر میں ہو اس قبر پہ نماز جنازہ۔ جنازہ علی الغائب نہیں کہلاتی۔ ○ اگر ملکفن شدہ میت پر کوئی شخص رضائی یا چھوٹا کمبل ڈال دے۔ اور امام اس حالت میں اس پر نماز جنازہ پڑھ دے تو کیا کوئی عقلمند اس سے یہ سمجھے گا۔ کہ یہ جنازہ میت غائب پر پڑھا گیا ہے۔ اور جناب مفتی صاحب کے نزدیک یہ صورت مذکورہ بھی نماز جنازہ علی الغائب کی ہونی چاہیے۔ کیونکہ اس حالت میں میت مکمل طور پر مستور اور غائب ہے۔ پس یہ صورت اور میت کا قبر میں ہونا ان دونوں کو جنازہ علی میت غائب تصور کرنا درست نہیں ہے۔ اور مفتی صاحب کا یہ کہنا۔ کہ یہ نماز غائبانہ حضور نے کثرت کے ساتھ پڑھی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ کثرت کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ نجاشی پر اور معاویہ

بن معاویہ ان ہر دو پر حضور نے نماز غائبانہ پڑھی۔ اور حضرت مولانا احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ نے تین کا قول ذکر کیا ہے۔ آپ نے دو پر پڑھا یا تین پر پڑھا۔ یہ آپ کی خصوصیات سے ہے۔ مگر جس طریقہ سے مفتی صاحب کثرت نماز جنازہ علے الغائب ثابت کرنے کی سعی کرتے ہیں وہ طریقہ صحیح اور درست نہیں ہے۔ قبر پر صلاۃ جنازہ۔ یہ نماز علے میت غائب کے زمرہ میں نہیں ہے۔

جناب مفتی صاحب نے اپنے فتویٰ میں ایک عنوان باندھا۔ عنوان یہ ہے کہ نماز غائبانہ کے ناجائز ہونے کی سب سے بڑی دلیل پر غور صفحہ 19 قولہ جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ غائبانہ نماز جنازہ کے عدم جواز پر سب سے بڑی دلیل یہ دی جاتی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ادا نہیں کی گئی الخ۔ ناظرین کرام! آپ ذرا مفتی صاحب کے استدلال پر غور وفکر کریں۔ جو دلیل عدم تکرار جنازہ کی صاحب ہدایہ نے ذکر کی ہے۔ کہ تکرار جنازہ مشروع نہیں ہے۔ اگر مشروع ہوتا۔ تو قبر انور پر نماز جنازہ پڑھنا لوگ ترک نہ کرتے۔ پس جو دلیل صاحب ہدایہ عدم تکرار جنازہ کی ذکر کرتے ہیں۔ جناب مفتی صاحب اس کو نماز غائبانہ کے عدم جواز پر حمل کرتے ہیں۔

جناب مفتی عبدالقیوم صاحب ایک تیر سے دو شکار حاصل کرنے کے عادی ہیں آپ اپنے خلاصہ بحث میں ہر دو یعنی تکرار نماز جنازہ اور جنازہ غائبانہ ہر دو کے متعلق یوں رقم طراز ہیں۔ صفحہ 21 خلاصہ بحث یہ کہ میت پر غائبانہ نماز ادا کرنا۔ یا دوبارہ نماز ادا کرنا اگر ضرورت ہو۔ تو بالکل جائز ہے۔ اس کی ممانعت کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ اقول مفتی صاحب نے ضرورۃ کی وضاحت نہیں کی۔ کہ وہ کونسی ضرورت ہے۔ جو جواز پیدا کر رہی ہے۔ بے شک یہ مقولہ صحیح ، درست ہے۔ کہ

الضرورات تبیح المحظورات ۔ کہ ضرورتیں ممنوع اشیاء کو مباح کر دیتی ہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے۔ کہ مفتی صاحب ان ہر دو مسئلہ کو فی ذاتہ ممنوع اور غیر مشروع سمجھتے ہیں۔ لیکن بوجہ ضرورت کے یہ ہر دو ممنوع مباح ہو جاتے ہیں۔ مفتی صاحب نے ضرورۃ کا سہارا لیکر واضح کہہ دو کہ میں اندر سے تمہارے ساتھ ہوں۔ اور یہ اختلاف میرا صرف ظاہر کے اعتبار سے ہے اگر مجھے یا کسی میرا ہمنوا کو ضرورت لاحق ہو جائے تو اس وقت میں ان ہر دو کو جائز اور مباح سمجھتا ہو۔ جناب مفتی صاحب نے اپنے فتویٰ میں ایسے اقوال بھی ذکر کئے۔ جو ان کے موقف کے خلاف تھے۔ مگر وہ خاموشی کے ساتھ ان کو ذکر کرنے کے بعد ان سے گذر جاتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ انہوں نے یہ طریقہ عملاً اختیار کیا ہے۔ ورنہ جو شی اپنے موقف کے خلاف ہو اس کا جواب دینا لازم ہوتا ہے۔ مثلاً صفحہ ۲۰ پر بیان کیا۔ ''ثم دخل الناس علی رسول اللہ یصلون علیہ ارسالاً دخل الرجال حتی اذا فرغوا'' الخ پھر اس کی شرح ابن سہیلی رحمہ اللہ نے جو ذکر کی ہے۔ اس کو یوں ذکر کیا۔ ''ھـــذا خصوص بہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا یکون ھذا العمل الا من توقیف'' الخ جناب ابن سہیلی نے مذکورہ بالا عبارت کی شرح کی۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جنازہ حجرہ شریفہ میں بغیر امام کے کئی بار ادا ہوا۔ کہ لوگ اتنی مقدار حجرہ شریفہ میں داخل ہوتے۔ جتنی اس میں گنجائش تھی تو یہ جماعت جنازہ معروفہ نہ پڑھتی۔ مثلاً دس دس بندے حجرہ شریفہ میں داخل ہوتے۔ تو جب ایک جماعت حجرہ شریفہ (جہاں حضور کا سریر مبارک تھا) میں داخل ہوتی۔ تو یہ جماعت جنازہ بصورت درود شریف پڑھتی اور پڑھنے کے بعد حجرہ سے خارج ہو جاتی۔ تو پھر دوسری جماعت

پھر تیسری جماعت آخر تک۔

حتی کے آخری جماعت میں حضرت ابوبکر صدیق اور فاروق اعظم شریک تھے۔ پس صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما ہر دو داخل حجرہ ہو کر بہ دونے نماز جنازہ بصورت درود شریف پڑھی۔ پس حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت فاروق سب سے آخر میں حجرہ شریفہ میں داخل ہوئے۔ اور نماز جنازہ سے فارغ ہوئے اس پر ابن تھیلی فرماتے ہیں۔ کہ جنازہ کی یہ صورت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت تھی اور یہ صورت جنازہ توقیفی تھا۔ اس میں عقل کو کوئی دخل نہیں ہے۔ بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے جمیع صحابہ کو اپنے اوپر نماز پڑھنے کا طریقہ کہ جنازہ بصورت درود ہو۔ امام نہ ہو وغیرہ تھا۔ ان سب کی آپ نے اپنے صحابہ کو خبر دی ہوگی۔ جناب ابن تھیلی کے مندرجہ ذیل لفظوں پر غور کریں۔ الفاظ یہ ہیں۔" ولا یکون هذا العمل الا عن توقیف" ۔ یہ الفاظ واضح کرتے ہیں۔ کہ صحابہ نے از خود یہ صورت جنازہ اختراع نہیں کی۔ بلکہ ان کو حضور نے اس طرح پڑھنے کی وصیت کی۔ اب یہاں سوال ہے کہ جب پہلی جماعت نے حضور پر نماز جنازہ بصورت درود شریف بہ نیت جنازہ پڑھا۔ تو فرض ساقط ہو گیا۔ اور نفل جنازہ تو غیر مشروع ہے۔ تو دوسری اور تیسری اور چوتھی بار کے جنازے (مثلاً) یہ تو اس تکرار کے ضمن میں آتے ہیں۔ جو تکرار غیر مشروع ہے۔ آخری بار ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نماز جنازہ پڑھنا وہ تکرار تنفل جنازہ غیر مشروع کی حد میں نہیں آتا۔ کیونکہ ابوبکر صدیق تو خلیفہ تھے۔ جن کا حق تقدم صلوۃ جنازہ میں سب سے اول اور اقدم تھا۔ چونکہ یہ صاحب حق ہیں۔ اس لیے ان کا نماز جنازہ بطور نفل غیر مشروع نہیں ہوگا۔ بلکہ مشروع ہوگا۔ مگر پہلی

[illegible]ت کے بعد نماز جنازہ بصورت تنفل جنازہ غیر مشروع کی حد میں آتا ہے۔ اس کا
جواب شیخ [illegible] رحمہ اللہ نے [illegible] دیا ہے۔ [illegible] یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے خصوصیات سے ہے۔ بغیر امام کے [illegible] دفعہ بھی تکرار کے ساتھ نماز
جنازہ پڑھا گیا ہے۔ وہ سب شرعی ہے۔ اور یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
خصوصیات سے ہے۔ اور پھر اس خصوصیت سے [illegible] فرمایا کہ یہ عمل تکرار جنازہ
بغیر امام کے عمل توقیفی تھا۔ جس کی حضور نے اپنے صحابہ کو خود ہی اجازت دی تھی اور ہم
نے قبل اس کے اس بحث میں صاحب عین الہدایہ کا قول ذکر کیا ہے۔ کہ سید جسٹس
امیر علی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ کہ محتمل یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جنازہ
فرض کفایہ نہ تھا۔ سب صحابہ پر فرض عین تھا۔ پس ہر صحابی نے اس فرض کو ادا کیا۔ اب
کسی نوع کا سوال نہ رہا۔ اور کسی جواب کی ضرورت نہ رہی پس یہ ظاہر اور ثابت ہے۔
کہ جمیع صحابہ مہاجرین وانصار نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز جنازہ
پڑھی۔ پس بعض مبتدعین جاہلین کا یہ سوال باطل ہے۔ کہ ابوبکر صدیق، فاروق نے
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نماز جنازہ نہیں پڑھا۔ یہ بالکل غلط ہے۔ صلی علیہ
المہاجرون والانصار۔ جمیع مہاجرین اور انصار نے آپ پر نماز جنازہ پڑھا۔ فافہم

نوٹ! حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نماز جنازہ میں جو تکرار ہوا
ہے۔ وہ جواز تکرار کی دلیل نہیں بن سکتا۔ اصل وجہ یہ ہے کہ فقہ حنفی کے قواعد اس وقت
موجودہ توثیقی شکل میں نہیں تھے۔ اور علوم تو بتلاحق افکار مکمل ہوتے ہیں۔ پس بوجہ عدم
علم تکرار صلاۃ ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو معاف کرے۔

جناب مفتی صاحب کا یہ بیان کہ صلاۃ جنازہ سے عدم تکرار نیز امتناع صلاۃ

علی الغائب پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ یہ ان کا کہنا صحیح نہیں ہے۔ ذرا آپ بحرالرائق ص ۱۷۹ ج اول کا مطالعہ فرمایئے اس میں یوں ہے۔ "ولو کان الامام علی طهارة والقوم علی غیرها لاتعاد لان صلاة الامام صحت فلو اعادوا انتکرر الصلوة وانه لا یجوز" فرمایا اگر امام صاحب طہارت ہو۔ اور قوم بے طہارت۔ بے وضو ہو۔ تو نماز جنازہ کا اعادہ نہ ہوگا۔ کیونکہ امام کی نماز تو بوجہ طہارت صحیح ہوئی۔ نماز جنازہ ادا ہو گیا۔ پس اگر قوم وضو کر کے نماز کا اعادہ کرے۔ تو نماز جنازہ کا تکرار ہو جائے گا اور بے شک تکرار صلاۃ جنازہ جائز نہیں۔ دیکھئے صاحب بحرالرائق برملا کہہ رہے ہیں کہ تکرار نماز جنازہ جائز نہیں ثابت ہوا۔ کہ مفتی صاحب کا یہ کہنا۔ کہ مجھے حنفی ہونے پر فخر ہے۔ یہ دعوی جب صحیح بنتا ہے۔ کہ آپ علماء احناف کی بات تسلیم کریں۔ کیونکہ حنفی فقہا تکرار نماز جنازہ کے قائل نہیں ہیں۔ بحرالرائق کے اسی صفحہ پر ہے۔ "وزاد فی فتح القدیر وغیرہ شرطا ثالثا فی المیت وھو وضعه امام المصلی فلا تجوز علی غائب" فرمایا کہ فتح القدیر اور اس کے غیر میں تیسری شرط میت میں یہ ہے کہ وہ نمازی کے آگے سامنے روبرو ہو۔ پس غائب پر نماز جنازہ نہ ہوگا۔ پس صاحب بحرالرائق برملا کہہ رہے ہیں۔ کہ غائب پر نماز جنازہ ناجائز ہے۔ شرح نقایہ ج اول ص ۱۳۳ "لکن بشرط اسلام المیت فلا یجوز علی کافر ولا تصل علی احد منهم ولا تقم علی قبره انهم کفروا بالله ورسوله وبشرط طهارته فلا تجوز بلا غسل و تیمم الا اذا دفن بدون احدهما ولم یمکن اخراجه الا بالنبش فانه یصلی علی قبره للضرورة وبشرط ان یکون موضوعا امام المصلی فلا یجوز علی

عالمگیری۔ نماز جنازہ فرض کفایہ ہے۔ اس شرط کے ساتھ کہ میت مسلمان ہو۔ پس کافر میت پر نماز جنازہ جائز نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ آپ کسی منافق پر نماز جنازہ نہ پڑھیں اور نہ ہی اس کی قبر پر کھڑے ہوں بے شک انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا۔ اور میت کی طہارت بھی شرط ہے۔ بغیر غسل اور تیمم کے اس کا نماز جنازہ ممنوع ہے۔ مگر جب بغیر طہارت دفن کر دیا گیا تو اب اس کو غسل دیتے ہیں اگر نبش قبر ہو جاتا ہے۔ کہ بغیر نبش قبر اس کا نکالنا ممکن نہیں ہے۔ تو بوجہ ضرورت اس کی نماز جنازہ قبر پر ہی پڑھ دو۔ اور یہ بھی میت میں شرط ہے کہ میت نمازی کے آگے سامنے روبرو ہو۔ پس اگر میت غائب ہو۔ تو اس کی نماز جنازہ پڑھنا مشروع نہ ہوگا۔

شرح نقایہ حاشیہ ص ۱۳۳ ''اما صلاتہ علیہ الصلوۃ والسلام علی النجاشی'' الخ۔ نجاشی پر نماز جنازہ۔ جو حضور اکرم صلی علیہ وآلہ وسلم نے پڑھا۔ تو یہ نماز اس بنا پر تھی کہ نجاشی کا سریر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے لایا گیا۔ اور نجاشی کا جنازہ بحال مشاہدہ آپ نے پڑھا۔ پس امام کا مشاہدہ یا میت کا امام کے سامنے ہونا ہی مقتدیوں کی اقتدا کیلئے یہ کافی ہے۔ مقتدیوں کا روبرو ہونا اس صورت میں کوئی شرط نہیں ہے۔ اور بحر الرائق میں یہ بھی صراحتہ مذکور ہے۔ ج اول ص ۱۷۹۔

''اما صلاتہ علی النجاشی فاما لانہ رفع لہ علیہ السلام سریرہ حتی راہ بحضرتہ فتکون صلاۃ من خلفہ علی میت یراہ الامام دون المامومین وھذا غیر مانع من الاقتداء واما ان یکون مخصوصا بالنبی. وقد اثبت کلا منھما بالدلیل فی فتح القدیر''

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز حضرت نجاشی پر جو غائب تھا (ملک

حبشہ کا بادشاہ) یا تو اس کی یہ وجہ ہے کہ آپ نے اس کو اپنے حضور میں دیکھا۔ یعنی نجاشی کے سریر اور جنازہ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے لایا گیا یہاں تک کہ آپ نے اس کو اپنے حضور میں دیکھا۔ پس یہ نماز ایسی ہے۔ کہ میت امام کے روبرو ہے۔ مگر مقتدیوں سے وہ غائب ہے اور یہ شئے اقتدا سے مانع نہیں ہے۔ یا اس کا جواب یہ ہے کہ جنازہ علی الغائب مخصوص بہ نجاشی تھا۔ اور فتح القدیر نے ان ہر دو کو دلائل کے ساتھ ثابت کیا۔ پس جنازہ میں میت کا حضور شرط ہے۔ اور انتفاء شرط سے انتفاء مشروط ہو جاتا ہے۔ رہا تکرار نماز جنازہ تو ایک دفعہ پڑھنے سے جب فرض ادا ہو گیا۔ اور نفل تو جنازہ میں غیر مشروع ہے۔ کیونکہ اس کے اول دفعہ پڑھنے میں بھی بوجہ تشبہ اس میں کوئی حسن لذاتہ نہیں ہے۔ اسی بنا پر آخری صف جو اس تشبہ سے کچھ علیحدہ محسوس ہوتی ہے۔ اس کو جنازہ کا ثواب زیادہ ہے۔ اور پہلی صف کو ثواب کم ملے گا۔ پس جنازہ کا حسن لغیرہ ہے۔ یعنی اس کا حسن اس وجہ سے ہے کہ اس میں حق مسلم کی ادائیگی ہے ورنہ فی ذاتہ اس میں کیا حسن دھرا ہے۔ پس چونکہ اس میں "**تشبہ بعبادة الصنم**" ہے۔ لہذا فضول تکرار سے اجتناب لازم ہے۔ اور تکرار بطور نفل جس کے لئے مشروع نہیں ہے اس شخص کو تکرار سے روکا جائیگا۔ جناب مفتی صاحب اپنے فتوی کے آخر ص ۳۲ پہ یوں تحریر کرتے ہیں۔ مفتی صاحب نے فرمایا۔ قولہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز جنازہ جس طرح روز اول سے شروع ہوئی اس میں آج تک ایک لمحہ کا انقطاع نہ ہوا نہ ہوگا۔ جناب مفتی صاحب نے ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی کی ایسی تفسیر ذکر کردی جو آج تک کسی مفسر نے نہیں کی۔ کیا جنازہ بحال حیات بھی [illegible] کا [illegible] ہے۔ جنازہ [illegible] بحال موت [illegible] ہے۔ یعنی فوت ہونے کے بعد

ہے۔ اور بے شک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر موت وارد ہوئی۔ یہ حق ہے کہ مفتی
صاحب نے آخر میں جنازہ یعنی درود شریف کی نفی کی۔ مگر اصل حقیقت تو انہوں
نے واضح کر دی۔ کہ بیشک اللہ اور اس کے فرشتے حضور پر ہمیشہ سے نماز پڑھ رہے
ہیں۔ گویا اس تقریر سے حضور کی مدح سرائی ہو رہی ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث
دہلوی رحمہ اللہ نے حضرت امام مالک رحمہ اللہ سے متعلق مدارج النبوۃ جلد دوم میں تحریر
فرمایا۔ کہ حضرت امام مالک جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر پر تشریف لاتے۔ تو
آپ فرماتے ہیں۔ میں نے (زرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حضور کو دیکھا۔ قبر
النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الفاظ زبان پر نہ لاتے۔ کیونکہ لفظ قبر میت اور مردہ کی یاد
دلاتا ہے۔ اور آپ اس لفظ قبر کو زبان پر لانا گوارا نہ کرتے۔ ناظرین کرام! جب
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم پر نماز جنازہ بصورت درود شریف ادا کیا۔ اور حضرت ابوبکر صدیق
اور فاروق اعظم نے حضور کے کمالات کا بھی تذکرہ کیا۔ تو یہ آخری جنازہ تھا۔ اس کے
بعد لفظ جنازہ کا اطلاق اور بصورت درود شریف جنازہ پڑھنا ممنوع ہوگا۔ کسی محدث
اور فقیہ نے اس کے جواز کا قول نہیں کیا۔ بلکہ یہ غیر مشروع ہے۔ مثلاً صبح کے وقت
نیت فرض کے ساتھ جب آپ دو رکعت نماز پڑھیں گے تو یہ دو رکعت نماز فرض آپ
کی ہوئی۔ اور صبح طلوع آفتاب کے بعد مکروہ وقت گزرنے کے بعد آپ دو رکعت
بصورت نیت نفل پڑھیں گے۔ تو یہ دو رکعت آپ کے نفل ہیں۔ تو یہ دو رکعت نفل اور
دو رکعت فرض صبح صورتاً واحد ہیں۔ مگر حقیقتہً [illegible] نفل ہیں۔ اور دو رکعت بعد والے
نفل اشراق ہوں گے (مثلاً) حضور [illegible] جب آپ کا [illegible]

عائشہ میں تھا۔ وہ درود ایک فرض کی ادائیگی کیلئے تھا۔ مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تدفین کے بعد جواب ہم درود شریف پڑھتے ہیں۔ یہ ہمارا درود شریف بالغ ہونے کے بعد ایک دفعہ پڑھنا فرض ہے۔ اس کے بعد اس کا تکرار ہمارے لیے بطور نفل درجہ استحباب میں ہے۔ اور بے شک ہمارے پاس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں بجز ہدیہ درود شریف کے اور کیا ہے۔ مگر یہ ہم بہ نیت جنازہ نہیں پڑھتے۔

یا سید الانام درود جناب تو
ورد زبان ما است ماہ وسال و صبح و شام
نزدیک توچہ تحفہ فرستادیم ماز دور
در دست ماھمیں صلوٰت است و السلام

مولای صل وسلم دائماً ابدا علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حافظ محمد یونس چکوالوی الحال جامع شاہ ولایت ضلع گجرات

گذشتہ سال ماہ اگست کے شمارے میں مفتی محمد عبدالقیوم خان صاحب نے غائبانہ نماز جنازہ سے متعلق اپنا موقف بیان کیا۔ انہوں نے علمی دلائل کے ذریعے اپنے نقطہ نظر کو ثابت کیا اور آخر میں تحقیق مسائل کے دیانتدارانہ علمی معیار کے پیش نظر اختلاف کرنے والوں کو دعوت بھی دی۔ بہرحال فقہی مسائل میں استنباط و استخراج کے شرعی اصول و ضوابط کو سامنے رکھتے ہوئے اختلاف رائے اہل علم کا حق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے مفتی صاحب کی تحقیق اور نقطہ نظر کو بلاکم وکاست شائع کیا' حالانکہ ان کا نقطہ نظر جمہور احناف کے برعکس تھا۔ ہمارے بہت سے قارئین اور خصوصاً علماء حضرات نے ان سے اصولی اختلاف کیا۔ اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ یہ تحریک منہاج القرآن کا موقف نہیں بلکہ ان کی اپنی تحقیق تھی۔ گذشتہ دنوں اجتماعی اعتکاف کے دوران بعض احباب نے قائد تحریک پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری سے غائبانہ نماز جنازہ سے متعلق ان کا نقطہ نظر دریافت کیا تو آپ نے درج ذیل وضاحت فرمائی۔

غائبانہ نماز جنازہ کے بارے میں میری تحقیق اور فتویٰ امام اعظم ابوحنیفہؒ اور مذہب حنفی کے عین مطابق ہے یعنی میں اسے جائز نہیں سمجھتا۔ البتہ کوئی محض دعائے مغفرت کی نیت سے شریک ہونا چاہے تو حرج نہیں۔ وہ نماز نہیں فقط دعا متصور ہوگی۔ میت کا امام کے سامنے حاضر ہونا نماز جنازہ کی شرائط میں سے ہے۔ مقتدی اگر نہ بھی دیکھ رہے ہوں تو حرج نہیں۔ میت کا صرف امام کی نظر کے سامنے ہونا ہی کافی ہے۔ اس پر سب کا اتفاق ہے۔ اصحاب ستہ نے حضرت ابوھریرہؓ اور بخاری و مسلم نے حضرت جابرؓ سے بادشاہ حبشہ نجاشی کی نماز جنازہ کی جو روایت کی ہے وہ غائبانہ نماز جنازہ کے جواز کی دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ وہ حضور ﷺ کے خصائص میں سے ہے۔ حضور ﷺ نے نجاشی کی نماز جنازہ غائبانہ نہیں بلکہ بالکشف (مشاہدہ کے ساتھ) پڑھائی تھی۔

اس امر کی تصریح خود صحابہ کرامؓ کے بیان سے ہوتی ہے جیسے صحیح ابن حبان میں عمران بن حصینؓ و دیگر صحابہؓ سے مروی ہے۔ وہ فرماتے ہیں '' وھم لا یظنون الا ان جنازته بین یدیه '' اور جملہ صحابہؓ یہی خیال رکھے ہوئی تھے کہ نجاشی کا جنازہ حضور ﷺ کے سامنے حاضر ہے۔ اسی طرح صحیح ابوعوانہ میں بھی انہی سے مروی ہے

'' فصلینا خلفه ونحن لا نری الا ان الجنازة قدامنا '' ''ہم نے حضور ﷺ کے پیچھے نجاشی کی نماز جنازہ پڑھی اور ہمارا یقین یہی تھا کہ جنازہ ہمارے سامنے موجود ہے''۔ فتح الباری' عمدۃ القاری اور شرح المواھب وغیرہ سب میں یہی

الفاظ مذکور ہیں۔ امام ابن حجر عسقلانیؒ نے امام واحدی کی کتاب "اسباب النزول کے حوالہ سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت نقل کی ہے جس میں آپؐ نے فرمایا: "کشف للنبی ﷺ عن سریر النجاشی حتیٰ راہ و صلی علیه"
"نجاشی کا جنازہ حضور ﷺ کیلئے ظاہر کر دیا گیا تھا۔ یہاں تک کہ حضور ﷺ نے اسے دیکھا اور اس پر نماز ادا فرمائی"
اسی روایت کو شرح الزرقانی علی المواہب میں بھی نقل کیا گیا ہے۔ لہٰذا حضور ﷺ کا نجاشی پر نماز جنازہ ادا فرمانا غائبانہ نہیں بلکہ بالکشف والمشاہدہ ہے۔ فتح الباری میں امام کرمانی کا قول بھی اسی امر کی تصریح میں درج ہے کہ "کان غائباً عن الصحابة" نجاشی کا جنازہ صرف صحابہ سے غائب تھا۔ چونکہ حضور ﷺ کے سامنے حاضر تھا اس لئے مقتدی صحابہؓ بھی اسی حکم میں داخل ہو گئے۔

واقدی نے المغازی میں ملک شام کی جنگ موتہ کے حوالے سے بھی یہی روایت کی ہے کہ "جنگ کا پورا منظر کشفاً حضور ﷺ کے سامنے تھا اور حضور ﷺ امرائے جنگ موتہ کی یکے بعد دیگرے شہادت کی خبر بھی دیتے جاتے تھے اور نماز جنازہ بھی پڑھا رہے تھے۔ زید بن حارثہؓ اور جعفر بن ابی طالبؓ دونوں کیلئے آپ ﷺ نے فرمایا "انکا جنازہ میرے سامنے ہے" اور یہاں تک فرمایا "دیکھو وہ جنت میں داخل ہو چکے ہیں اور خوش جنت میں پھر رہے ہیں" اور پھر حضرت جعفرؓ کیلئے یہاں تک فرمایا کہ "میدان جہاد میں ان کے جو دونوں بازو کاٹ دیئے گئے تھے ان کے بدلے انہیں دونوں بازو عطا فرمائے گئے ہیں اور وہ جنت میں اڑ رہے ہیں"۔

واقدی اگر عندالمحدثین ثقہ نہ بھی ہوں تو بھی تاریخی روایات میں تو معتبر ہیں۔ مزید برآں طبرانی نے معجم اوسط میں ابو امامہؓ سے روایت کیا ہے کہ ہم غزوۂ تبوک میں تھے جب معاویہ بن معاویہ مزنیؓ کا مدینہ میں انتقال ہوا۔ حضور ﷺ کیلئے زمین سمیٹ دی گئی۔ جبرئیل امینؑ نے اپنے پر زمین پر مارے تو جنازہ حضور ﷺ کے سامنے آ گیا سو حضور ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اس کو ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح المشکوٰۃ میں بھی نقل کیا ہے۔

مجمع الزوائد میں درج ہے کہ امام ابو احمد حاکم نے یہاں تک روایت کیا ہے "حتیٰ نظر نا الی مکة و المدینه مصلی علیه" "یہاں تک کہ ہمیں بھی مکہ و مدینہ نظر آنے لگا اس وقت حضور ﷺ نے نماز جنازہ پڑھی" یہی تفصیل "الاصابه فی تمیز الصحابه" میں بھی منقول ہے۔

مذکورہ بالا جملہ روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے جب بھی کسی دور دراز مقام پر وفات پانے والے شخص کی نماز جنازہ پڑھائی تو وہ آپ کیلئے غائبانہ نہ تھی بلکہ آپ ہمیشہ جنازہ کو سامنے دیکھ کر نماز پڑھاتے تھے۔ سو یہ عمل جب بھی حضور ﷺ سے صادر ہوا وہ آپ کے خصائص میں سے تھا۔ اسی پر احناف کا فتویٰ ہے اور اس کا میں بھی قائل و عامل ہوں۔ ہم دیگر آئمہ مذاہب کا ابطال یا ان کی تکذیب ہرگز نہیں کرتے نہ ہی یہ اہل حق کا شیوہ ہے۔ ہر ایک کے پاس اپنے اپنے دلائل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو حق و ثواب پر گامزن فرمائے۔ (آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سایہ مصطفیٰ، مایہ اصطفاء

عز و ناز خلافت پہ لاکھوں سلام

یعنی اس افضل الخلق بعد الرسل

ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام

اصدق الصادقین، سید المتقین

چشم و گوش وزارت پہ لاکھوں سلام